

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

اکاؤن وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 30 اپریل 2018ء بروز سوموار بہ طلاق 13 شعبان المعظم 1439 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	09
4	تحریک التوانہ 5 منجاب: سردار محمد اختر میدگل، رکن اسمبلی۔	10
5	سرکاری کارروائی براۓ قانون سازی۔	14
6	مورخہ 27 اپریل 2018ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ مشترکہ تحریک التوانہ 4 پر بحث۔	40

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میڈم راحیله حمید خان دُرانی
 ڈپٹی اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔۔ جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 30 اپریل 2018ء بروز سوموار بھرطابق 13 شعبان المعظیم 1439 ہجری، بوقت شام 05 بجگر 25 منٹ پر زیر صدارت محترمہ راحیلہ حمید خان درانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا طَلَّهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ طَرَبَنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَانَا طَرَبَنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا
طَرَبَنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ طَرَبَنَا وَاعْفُ عَنَّا وَقْفَةً وَاغْفِرْلَنَا وَقْفَةً وَارْحَمْنَا وَقْفَةً
أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكُفَّارِ ﴿٢٨٦﴾

﴿ پارہ نمبر ۳ سورۃ المقرہ آیت نمبر ۲۸۶ ﴾

ترجمہ: اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اُس کی گنجائش ہے۔ اُسی کو ملتا ہے جو اُس نے کمایا اور اُسی پر پڑتا ہے جو اُس نے کیا۔ اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا پھوکیں۔ اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر۔ اے رب ہمارے اور نہ اٹھو ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور دُرگز رکر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر۔ تو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔
وَمَا عَلَمَنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ وفقہ سوالات۔ جناب خلیل الرحمن دمڑ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 373 دریافت فرمائیں۔ دمڑ صاحب نہیں ہیں ان کامیں ڈیفر کرتی ہوں next session کے لئے۔ محترمہ یا سمین لہڑی صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر 385 دریافت فرمائیں! یا سمین لہڑی صاحبہ! وہ تو ابھی ادھر ہی تھیں۔ یا سمین صاحبہ کو ذرا چیبر سے بُلا کیں۔ چونکہ اگلے اجلاس کا ابھی تک date کا نہیں پتہ، تو یہ جو دمڑ صاحب کے کافی عرصے سے سوال آرہے ہیں اور ابھی سیکرٹریٹ نے بتایا ہے کہ بہت ہی پرانے سوال ہیں تو میں اس کو منٹادیتی ہوں۔ کیونکہ جواب بھی آرہا ہے لیکن محرک مسلسل out ہیں، یا سمین لہڑی صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر 385 دریافت فرمائیں۔

محترمہ بی بی یا سمین لہڑی: سوال نمبر 385۔
مورخہ 08 دسمبر 2017ء کو نوش موصول ہوا۔
مورخہ 02 اور 24 اپریل 2018ء کو نوش رشدہ۔
 کیا وزیر مال از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
 (ایف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1990ء میں سنگارہاؤ سنگ اسکیم گوارکی کنسٹیٹیوشنی سی جی (کنسٹیٹیوشنی گروپ)
 کو دی گئی تھی جوتا حال برقرار ہے نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلے میں با قاعدہ ایک معاملہ بھی طے پایا تھا۔
 (ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو کنسٹیٹیوشنی گروپ کے ساتھ طے پانیوالا معاملہ متعلق ٹی او آر اور
 مدت کی تفصیل دی جائے۔

وزیر مال:

ڈپٹی کمشنر گوارکے مطابق سنگارہاؤ سنگ پر وجہت ایک سرکاری اسکیم ہے اسکی کنسٹیٹیوشنی مورخہ 5 مئی 1992 کو ایک فرم سی جی (کنسٹیٹیوشنی گروپ) کو سونپ دیا گیا تھا۔ جسمیں اسکیم کی ڈیزائن اور سپرویزن کا معاملہ طے کیا گیا بعد ازاں مورخہ 1996-11-19 کو منچھٹ کا معاملہ بھی طے کیا گیا۔ نیز مورخہ 3 نومبر 2016 کو سابقہ معاملات کی تجدید کی گئی طے پانے والے معاملات نیز تجدید معاملات کی تفصیل ختم ہے
 لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔ متذکرہ فرم سے کنسٹیٹیوشنی کی مدت تکمیل پر وجہت تک ہے۔

میڈم اسپیکر: چونکہ یہ یونیو سے اسکا تعلق ہے تو یہی ایم صاحب کے پاس portfolio ہے۔ سی ایم صاحب!
 کے ہ سوال یا سمین لہڑی صاحبہ کا ہے۔

میر عبدالقدوس بن جوہ (قائد الیوان): جی جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی یا سمین لہڑی any supplementary صاحبہ؟

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: جی you thank you میڈم اسپیکر صاحبہ! میں سمجھتی ہوں یہ بہت ہی اہم نویعت کا

question ہے ایک تو یہ بہت delay ہوتا ہوتا ابھی شکر ہے کہ اس کا جواب آیا ہے۔ یہ جواب بالکل satisfactory نہیں ہے کہ جو ایک فرم جو 1992ء سے جس کے ساتھ کنٹرکٹ ہے سنگار ہاؤسنگ اسکیم گودار کی وہاں اتنے طویل لمبے عرصے میں کوئی ڈولپمنٹ نام کی چیز سنگار ہاؤسنگ اسکیم میں نظر نہیں آتی سوائے ایک نیوی کا جو ہے وہاں کوئی ہے ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے اس کے علاوہ کوئی ڈولپمنٹ نہیں ہے تو یہ مطلب معاهدہ کن شرائط پر کیا گیا ہے اور جو تجدید عہد وفا کیا گیا دوبارہ سے جو ہے اس کو رینو کیا گیا معاہدے کو وہ کن terms and conditions پر؟ یا گرسنگھا یا جائے کیونکہ وہاں بہت زیادہ ایک جو گردش کر رہی ہے کہ یہ فرم جو ہے بجائے ڈولپمنٹ کی بجائے جو یہاں جو لکھا ہوا ہے کہ اس کی سپرویژن اور ڈیزائن کے لئے جو معاهدہ کیا گیا کچھ بھی وہاں نظر نہیں آتا ہے سوائے یہ زمینوں کے وہ دھندوں میں blame کیس کے involvement کے زیادہ نظر آرہے ہیں تو یہ ذرا سی ایم صاحب اس کیوضاحت کریں۔

میڈم اسپیکر: ok، جی سی ایم صاحب۔

قائد ایوان: دیسے یا سینیٹ کو مطمئن کرنا بہت مشکل کام ہے لیکن یہ بہت پرانی کنسٹیٹیشنی ان کوئی ہوئی ہے یہ جب کسی بھی پروجیکٹ کو دیدیتے ہیں تو آخر تک وہ کمپلیٹ نہیں ہوتا consultancy اس کے پاس رہتی ہے وہ چیز ایسا ہے کہ وہ پروجیکٹ جلدی کمپلیٹ ہو جائے تاکہ اس کی جان چھوٹ جائے وہ بھی بیزار ہے کہ یہ ہو جائے لیکن گودار کے جو حالات اور جو چیزیں تھیں جو price ہے کبھی اوپر جا رہے کبھی نیچا آ رہا ہے وہاں کوئی ڈولپمنٹ کرنا بھی نہیں چاہتا تو روڑیں وہاں بنی ہوئی ہیں سٹریٹ لائٹس ہیں حالات خراب ہونے کی وجہ سے وہ چیزیں بہتر نہیں ہو سکیں لیکن یہ ہے کہ اب پچھلے ادارے میں یہ چیزیں چلتی رہیں لیکن ابھی تین مہینے میں ہم نے دو تین میٹنگیں اس سلسلے میں کیئے ہیں۔ امید ہے کہ چیزیں بہتر ہو جائیں گی کنسٹانٹ بھی اس سے وہ ہے کہ جلدی میری جان چھوٹ جائے تاکہ میں اور کام کروں۔

قائد ایوان: اگر مطمئن نہیں ہیں تو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بٹھا دوں گا۔

میڈم اسپیکر: یا سینیٹ صاحب!

محترمہ یا سینیٹ بی بی لہڑی: نہیں سی ایم صاحب مطلب یہ ہے کہ آپ کا جو یہ کہنا ”کہ میں مطمئن نہیں ہوں“ ظاہر ہے مطلب اگر چیزوں کے پیچھے justifications TOR کے تحت؟ اور پھر یہ ہے کہ اگر وہ نہیں کر پا رہا ہے مطلب کسی بھی وجہ سے دوبارہ سے جب آپ نے ایکسٹینشن دیا ہے اُس کو تو آیا پھر وہ دوبارہ سے advertise ہوا ہے مختلف فرمز میں نے

جو ہے اپلائی کیا ہے ان کو کون basis پر آپ نے دوبارہ جو ہے وہ renew کیا ہے بجائے کسی کمپنیشن کے بغیر جو ہے مطلب دوسرا کمپنیز کے یافر مز کے جو ہے وہ؟

قائد ایوان: اس کو میرے خیال میں کوئی review نہیں ہوا ہے، اُسی کو consultancy پہلے اس کے ساتھ تھا ابھی بھی اسی کے ساتھ ہے یہ میرے خیال میں اب بچھلی گونمٹش جو دو دو سال، ڈھانی ڈھانی سال چلتی رہی ہیں، ان سے پوچھ لیتے تھے، ابھی آخر میں انہوں نے ---

میڈم اسپیکر: ہاں۔ یامین صاحب! میرے خیال میں اس کے لئے آپ نیا سوال لے آئیں چونکہ انہوں نے جو آپ کے سوال کی نوعیت تھی اس میں تو آپ نے ڈیٹیل دیدی۔ جی آب بھی اس پر question ہے جمل صاحب! اسی پر question ہے، جی۔

میر حمل کلمتی: اس میں consultant کا کوئی role نہیں ہوتا وہ تو اس کے PDy کے پابند ہوتے ہیں PD کے اصل میں گوارجیسی ایم صاحب نے فرمایا مارکیٹ up,down کمپلیٹ ہے اور وہاں روڈ نیٹ ورکنگ بھی ہے، سنگار کی واٹر سپلائی لائنیں کمپلیٹ ہیں، بھل کے ٹرانسفارمرز وغیرہ آگئے ہیں۔ اصل میں اس ہاؤسنگ پروجیکٹ میں ابھی تک ایک گھر بھی تعمیر نہیں ہوا ہے ناں کوئی باونڈری وال تو ڈویلپ کریں کس کے لئے کریں وہ تو ساری چیزیں ڈپٹی کمشنر پہلے کہبے لگا چکے ہیں سارے گھل چکے ہیں ٹرانسفارمر گھل چکے ہیں تو۔۔۔

میڈم اسپیکر: آپ کے کہنے کا مقصد ہے کہ کنسٹنٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

میر حمل کلمتی: کنسٹنٹ کی ضرورت ہے کنسٹنٹ کی اس میں کوئی وہ نہیں ہے کنسٹنٹ PD کے under ہے۔

میڈم اسپیکر: اچھا ڈپلمنٹ کے لئے اس کا کوئی کام نہیں ہے۔

میر حمل کلمتی: ڈپلمنٹ کے لئے وہ تو ڈیزائن کر کے دیتا ہے ڈپلمنٹ جو PD بیٹھا ہوا ہے اس کی ذمہ داری ہے لیکن PD کس کے لئے اس کو ڈویلپ کریں؟

میڈم اسپیکر: اس کے لئے پھر میرے خیال میں یامین صاحب! آپ نیا سوال لے آئیں فرم سے ہٹ کے تاکہ وہ پھر اس کا ڈیٹیل میں جواب دیدیں۔

محترمہ بی بی یامین لہڑی: میڈم! اصل میں جو میرا اعتراض ہے وہ فرم کے اوپر ہے کہ مطلب اتنے لمبے عرصے تک ایک فرم کے ساتھ؟ میڈم! وہ کہہ رہے ہیں فرم کا اس میں کام ہی نہیں ہے۔ میڈم! اگر کام نہیں ہے تو پھر یہ جو ہے وہ معاهدہ جو بھی تک چل ہے renew کیا گیا ہے دوبارہ سے same اُسی فرم کے ساتھ renew کیا ہے اور TOR اُس کی ڈیزائن اور supervision۔

میڈم اسپیکر: اذاں ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذاں مغرب)

میڈم اسپیکر: یاسمین بی بی اذاں ہو رہی ہے۔ جی یاسمین صاحبہ اس کو windup کر دیں۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: ٹھیک ہے میڈم اسپیکر! مطلب یاں ایوان۔۔۔

میڈم اسپیکر: اس کے لیے آپ نیا سوال لائیں۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: اس ایوان سے satisfy نہیں ہوں تو اگر کوئی fresh question آپ کہیں تو میں لے آتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں آپ اس پر fresh question لائیں کہ firm کا اگر نہیں ہے جیسے سی ایم صاحب بھی کہیں رہے ہیں کہ پچھلے تمام ادوار میں یہی سلسلہ رہا ہے اور اس وقت یہ question نہیں آیا تو اس میں بھی آپ یہ دیکھ لیں کہ۔۔۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: کیونکہ ایک second time contract ہوتا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی سردار صاحب۔

محترمہ یاسمین بی بی لہڑی: پچھیں تیس سالوں کے لیے تو نہیں ہوتا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: سپلینٹری میڈم اسپیکر! یہ جو سنگار ہاؤسنگ اسکیم ہے یہ تو یاسمین لے آئی اس کی consultancy پر۔ ہم تو یہ چار ہے ہیں کہ یہ اس میں اس بہتی گنگا میں کس کس نے ہاتھ دھوئیں اور گواہ میں پہلا پلات کس نے بچا۔ یہ ساری چیزیں گواہ کو ایک دن بحث کے لیے رکھیں یا اس پر fresh question پیچھے اگر جائیں۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب اس پر آپ fresh question لے آئیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: کہ کس کنوواز اگیا کس کس کو پلات دیئے گئے۔

میڈم اسپیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: اور کتنی جگہ آج تک وہ جیسے ایک زمانے میں لورالائی میں میڈم اسپیکر! گاڑیوں کا سودا ہوتا تھا ٹوپی اُتار کر ادھر سے ادھر، ادھر سے ادھر، ادھر سے ادھر۔ تو سنگار کی ٹوپی جو ہے ناں کہاں کہاں گھومی ہے یہ بڑا مبارکباد ہے تیسا روز یہاں پر ٹوپی جو ہے دو تو گزر چکے ہیں مطلب زندگی سے نہیں اپنا tenure پورا

کرچکے ہیں مری تو وہ یہ ساری تفصیل آنی چاہیے میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے صحیح ہے۔ محترمہ یا سمین لہڑی صاحب کا سوال نمبر 385 نمائادی دیا گیا ہے یا سمین صاحب اس پر ایک detail مناسب اُس پر حوالے سے لاکیں تو اچھا ہے جی۔

محترمہ حسن بانور خشنا: میڈم اسپیکر! پرسوں والقہہ ہوا یہ جو دو بندے شہید کردیئے گئے میرے خیال میں ان کی جو ہے ناں وہ ہڑتال پر بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں یہاں آپ نے ان کے لیے۔

میڈم اسپیکر: اس پر وہ ہورہی ہے۔

محترمہ حسن بانور خشنا: یہاں آپ نے نہ ان کے لے مغفرت کی دعا کرائی نہ کوئی افسوس کا اظہار کیا۔

میڈم اسپیکر: جی۔

محترمہ حسن بانور خشنا: تو حالانکہ وہ بھوک ہڑتال۔ یہاں تک بھی سنا ہے کہ وہ پہنچیں گے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں آپ۔

محترمہ حسن بانور خشنا: تو ان کے اظہار تجھی کیلئے دعا یا ان کے لیے کچھ وہ کیا جائے تاکہ انکی حوصلہ افزائی ہو۔

میڈم اسپیکر: آپ اس وقت بتا دیتی جب تلاوت ہو رہی تھی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! فاتحہ کی جائے۔

میڈم اسپیکر: فاتحہ کے لیے میں کہہ دیتی ہوں باقی چیزیں آگے آئیں گی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! باقی جو تین ہمارے ہمسائے کو شہید کیے گئے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: اور دو ادھران کے لیے بھی ہو۔

میڈم اسپیکر: جتنے بھی حادثات میں شہید ہوئے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! ہمارے سابق وزیر اور سابق ایم پی اے پنس موسیٰ صاحب یہاں

تشریف رکھتے ہیں ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اپوزیشن کی طرف سے۔

میڈم اسپیکر: جی۔ مولانا صاحب کو دھر ہیں۔ مولانا صاحب! نماز کے لیے گئے ہیں آپ فاتحہ پڑھیں۔

(اس موقع پر معزر رکن اسمبلی مولانا معاذ اللہ موسیٰ خیل نے دعائے مغفرت کی)

میڈم اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔

محترمہ عارفہ صدیق: point of order میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: ابھی میں نہیں اجازت دوں گی دو منٹ ٹھہر جائیں ذرا یہ میں ختم کر لوں پھر آپ کی۔ آپ ہی کی باری آ رہی ہے۔ توجہ دلاو نوٹس۔ محترمہ عارفہ صدیق صاحب آپ اپنا توجہ دلاو نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

محترمہ عارفہ صدیق: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ بی اے، بی ایس سی کی کلاسز میں جرزاں کا مضمون شامل کرنے کی بابت اسمبلی سے باقاعدہ ایک قرارداد منظور ہوئی تھی۔ اور حکومت نے اس بارے میں یقین دہانی بھی کرائی تھی۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس بابت اب تک کیا اقدامات کیے ہیں تفصیل دی جائے۔

میڈم اسپیکر: وزیر تعلیم صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے ہیں انہوں نے میرے خیال میں چھٹی کی درخواست بھی دی ہے۔ تو میں آپکا next session کے لیے میں ڈیفر کرتی ہوں۔ ٹھیک ہے۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب شش الدین (سیکرٹری اسمبلی): جناب طاہر محمود خان صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عامر نند صاحب نے نجی مصروفیات کی باعث آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میرا کبراً سکانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عاصم کرد گیلو صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر عبدالمالک بلوج صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلاب خان صاحب نے نجی مصروفیات کے باعث آج کے اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: سردار محمد اختر جان مینگل صاحب رکن اسمبلی آپ اپنی تحریک التوانہ 5 پیش کریں۔

سردار محمد اختر جان مینگل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت زیر تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ صوبہ بالخصوص کوئٹہ شہر میں امن و امان کی صورت حال انتہائی مندوش ہے۔ ہزارہ اور مسیکی برادری کی ٹاگٹ کنگ کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو کہ لمحہ فکر یہ ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نویعت کے عوامی حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک التوانہ 5 پیش ہوئی۔ کیا سردار صاحب آپ اپنی تحریک کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سردار محمد اختر جان مینگل: شکریہ میڈم اسپیکر! میرے خیال میں کوئی ایسا دن گزرتا ہوگا۔ بلوچستان بالخصوص کوئٹہ میں نہتے اور مقصوم لوگوں کی جانیں ضائع نہیں کی جاتیں، سڑکوں پر، گلیوں میں، محلوں میں، شاہراہوں پر، وہ کوئٹہ جو ایک زمانے میں اپنی بہار کے موسم میں spring کے موسم میں پھولوں اور باغات کی خوبیوں کے حوالے سے جانا جاتا تھا، بدستی سے آج وہی کوئٹہ اب پر امن شہر خون آلو دار خونی فضاء میں تبدیل ہو چکا ہے۔ کوئی ایک طبقہ محفوظ نہیں کوئی ایک فرقہ محفوظ نہیں کوئی ایک قوم محفوظ نہیں نہ کسی رنگ کی فکر ہے نہ کسی کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں نہ امام بارگاہیں محفوظ ہیں نہ گرجا گھریں محفوظ ہیں یہاں تک کہ بچوں کے اسکول تک محفوظ نہیں ہیں۔ میرے پاس میڈم اسپیکر! ایک بڑی طویل لسٹ ہے جو صرف بلوچستان چند دنوں میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ کل جو واقعہ ہوا ہے جان محمد روڈ پر۔ دو لوگ شہید ہو چکے ہیں جو اس وقت کی ہماری اطلاعات تھیں بلکہ تین، اور ایک زخمی ہے۔ اس کے علاوہ کوئٹہ شہر میں 4 مارچ کو دہشتگردی کے دخراش واقعہ میں علی جسے خراد کی دکان میں اندر گھس کر 22 سالہ نوجوان شہید۔ سجاد علی ولد عبدالصمد کو فائزگنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ 8 مارچ کو کلی جیو میں دہشتگردیوں نے فائزگنگ کر کے 2 افراد کو زخمی کر دیا جن میں غلام عباس ولد محمد موسیٰ جبکہ شہید محمد آصف ولد عبدالعزیز اور محمد حنیف شہید ہو گئے ہیں۔ 1 اپریل کو دہشتگردی کے واقعہ میں قدمداری بازار میں ٹیکسی پر فائزگنگ کے نتیجے میں ایک مسافر نظر حسین ہزارہ جاں بحق اور

دوسراما فرگل حسن نامی زخمی۔ پھر 18 اپریل کو ایک اور واقعہ میں عبدالستار روڈ پر دکان میں گھس کر حاجی آصف نامی شخص کو شہید کر دیا گیا۔ اور اس کا بیٹھے عباس علی وہ زخمی ہوا۔ 22 اپریل 2018ء کو ہشتنگر دی کے واقعہ میں مغربی بائی پاس کے قریب فائرنگ کر کے دو افراد کو شہید کر دیا گیا۔ اور ایک پولیس کا نیشنل جو اسکا گن میں تھا وہ زخمی ہوا۔ سانحہ جو Methodist-Church واقعہ ہوا تھا 10 افراد اس میں شہید ہوئے 65 کے قریب زخمی ہوئے۔ سانحہ نیشنل ٹاؤن شاہ زمان روڈ پر 4 افراد شہید کر دیئے گئے پرویز مسیح، عمران، طارق، فردوس زخمیوں میں ایک جس کا نام شیرین ہے 15 اپریل کو عیسیٰ نگری میں فائرنگ کے نتیجے میں اظہر اقبال گل، راحت خالد شہید کر دیئے گئے اور 3 زخمی ہوئے ہیں اس میں چودھری سمیل، مہوش ولیم، ٹکلیل۔ اور اس کے علاوہ گزشتہ دونوں سریاب کے قریب فائرنگ کر کے حاجی خیر بخش شاہ ہوانی نامی ایک عالم کو قتل کر دیا گیا۔ کئی دونوں سے لوگ سراپا احتجاج ہیں۔ یہاں تک کہ خواتین بھی بھوک ہڑتال کی پ میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ چند ایک واقعات ہیں جو مارچ سے لے کر اس اپریل کے آخر تک ہوئے ہیں اس پہلے جو واقعات ہوئے ہیں جن میں سینکڑوں کی تعداد میں اکھٹے جنازے اٹھائیں گئے ہیں جن میں وہ واقعات بھی ہیں جہاں مسخ شدہ لاٹھیں گرانی گئی ہیں وہ واقعات بھی شاید آپ کے علم میں ہوں گے جہاں اجتماعی قبریں دریافت کی گئی ہیں۔ تو تک کا واقعہ ہم اور آپ سب کیسا منے ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ جی ان واقعہ میں کون involve ہے؟ حکمرانوں کی طرف سے ہمیشہ یہ وہی ہاتھ کو موردا الزام ٹھہرایا جاتا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ جب ہمارے ہاتھ یہ وہ جو سرحدیں پار کر کے اُس طرف جاسکتے ہیں تو یہ بھی expect کریں کہ یہ وہی ہاتھ بھی آپ کی طرف آسکیں گے۔ کوئی اس طرح ہمارا ہمسایہ ملک ہے جو ہم یہ کہہ سکیں کہ ہمارے تعلقات ان سے بہتر ہیں؟ دنیا میں کوئی ایسا ملک رہ چکا ہے جہاں ہماری مداخلت نہ ہو؟ چاہیے وہ پوچھیں گے تو یہ کل ہو۔ چاہیے وہ منہب کے نام پر ہو۔ چاہیے وہ معاشی طریقے سے ہو ہر جگہ پر جب ہماری مداخلت ہوگی تو ظاہر ہے کہ جب آپ کسی پر پھر پھیکیں گے تو پھول والپسی میں آپ کے لیے پھول نہیں آئیں گے۔ اُس پر مجھے کوئی حرمت نہیں۔ ایک سوال جو میرے ذہن میں آ رہا ہے میڈم اسپیکر! ان تمام واقعات میں investigation کیا ہوئی ہے؟ موردا الزام تو ہم یہ وہی ہاتھوں کو ٹھہرایا ہے لیکن وہ یہ وہی ہاتھ جب اندر آتے ہیں ان کی investigative report۔ جو موقع واردات پر جو evidence ملے ہیں ان investigation سے ہم نے کیا حاصل کیا ہے وہ خول تو ہم نے دریافت کی ہے اس دوران اس ایریے کو ہم surround کر کے وہاں ٹریفک بھی بند کر دی تھوڑی دیر بعد وہاں پولیس کے بینز بھی لگا لیے۔ لیکن investigative report میں ہم نے حاصل کیا کیا۔ اور اس investigative report کے بعد ہم نے کتنی گرفتاریاں کی ہیں؟ میڈم اسپیکر! گزشتہ آٹھ دس سالوں میں کوئی

ایسی حکومت نہیں گزری۔ جس نے ان لوگوں کو جو پہاڑوں پر تھے ان کو surrender کرائے بڑے بڑے ہم نے چچے سنیں۔ وزرائی نے وزارت اعلیٰ حاصل کی۔ ان کے وہ کارڈ استعمال کر کے، میں clear کہتا ہوں وہ کارڈ استعمال کر کے لوگوں کو ہتھیار ڈالوا کے ڈرامہ کر کے انہوں نے وزارت اعلیٰ حاصل کی۔ انہوں نے وزارتیں حاصل کیں۔ فٹو سیشن کرائے۔ لیکن ایک صرف مجھے واقعہ بتا کیں جس میں وہ لسانی فرقہ واریت۔ جنہوں نے سنیوں کو مارا ہے جنہوں نے شیعوں کو مارا ہے جنہوں نے مسیحیوں کو مارا ہے جنہوں نے مسلمانوں کو مارا ہے جنہوں نے ہندوؤں کو مارا ہے ان میں سے کسی ایک کو surrender کرایا ہے۔ ایک صرف مجھے واقعہ بتا کیں کہ جی انکو surrender کرایا ہے کیوں نہیں کرتے ہو انکو surrender کیا وہ ماما چاچا کے بیٹے ہیں یا ان میں بھی good اور bad کی تمیز کی جا رہی ہے۔ روزانہ کی تعداد میں لوگ شہید کیے جا رہے ہیں ہزاروں کی تعداد میں عورتوں کو پیوہ کر دیا گیا ہے لاکھوں کی تعداد میں بچوں کو یتیم کر دیا جا رہا ہے۔ میں نے یہ نہیں سنا کہ انکا کوئی encounter نہیں ہوا ہے۔ out of the law میں نہیں کہتا لیکن گرفتاری کر کے انکو کٹھروں میں تو لایا جائے چاہے کوئی قاتل سنیوں کا ہے چاہے کوئی قاتل شیعوں کا ہے چاہے کوئی قاتل مسیحیوں کا ہے چاہے کوئی قاتل مسلمانوں کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام کے تمام انسانیت کے قاتل ہیں ان انسانیت کے قاتلوں کو جب تک کٹھرے میں لا کر سرعام سزا کیں نہیں دی جائیں گی میرے خیال میں ہم کوئئے اور بلوچستان کے حالات کو بہتر نہیں کہیں سکتے۔ تو یہی میری گزارش تھی۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے، شکریہ۔ ابھی منظور نہیں ہوئی پہلے بحث کے لیے ہو جائے، پھر آپ سب کو موقع دیتی ہوں۔ حکومتی موقف کے لیے سرفراز گنڈی صاحب۔ ولیم صاحب! پریشان نہ ہوں آج ہی اس پر بحث ہو گی۔ جی۔

میر سرفراز احمد گنڈی (وزیر داخلہ و قبلی امور و پی ڈی ایم اے): میڈم اسپیکر! حکومت اس تحریک اندازی کی حمایت کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں اس وقت جو burning issue کا ہے۔ اور خاص طور پر جو recent past میں آپ activities کیھر رہے ہیں لیکن ایک گزارش کے ساتھ وہ گزارش یہ ہے کہ میں بار بار اس فورم پر کہتا ہوں کہ please debate کریں پلیز اس پر ایسی چیز دے دیں کیونکہ یہڑا اب اس پارلیمنٹ نے لڑنی ہے یہڑا پارلیمنٹ اور ممبرز سے لڑی جائے گی کیونکہ مذہب کا نام استعمال ہو رہا ہے اس میں تو اس پارلیمنٹ سے ٹھوں تجوادیز آئیں گی تو اس پر ہم عمل کریں گے نہیں تو اگر ہر ممبر اس پر کھڑے ہو کے بحث کرنی ہے کہ اتنے figures میں اتنے لوگ مارے گئے ہیں اس تاریخ کو اتنے لوگ مارے گئے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ لاحاصل بحث ہے اُس پر پھر ہم اپنا ٹائم ہی waste کریں گے۔

کیونکہ ہم سب کو معلومات ہیں پورے پاکستان کو معلومات ہیں میدیا میں آ جاتا ہے پرنٹ میدیا میں آ جاتا ہے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ کتنے لوگ شہید ہوئے ہیں جب تک ہم objective debate کریں گے، because with no offence to anybody, for last four years for last four law and order motions and half years adjournment motions ہم نے یہاں کئی دفعہ ہمیتھ پر بحث کی ہم نے کئی دفعہ ایجوکیشن پر بحث کی لیکن ہم نے کھڑے ہو کے صرف یہی کہا کہ ہمیتھ ایجوکیشن لا اینڈ آرڈر خراب ہے۔ اس اسمبلی میں اس کو ہمیں road-map دینا ہیں کہ law and road-map کی جو current situation ہے اس کا road-map یہ ہوگا اس road-map پر ہم چلیں گے حکومت چلے گی اور اس کو بہتر کرنے کی کوشش کریں گی۔ جہاں تک ہمارے اوپر criticism ہے سو مرتبہ کریں اس پر آپ کو کوئی منع نہیں کر رہا ہے لیکن end میں جب آپ اپنا آخری پیراگراف کہہ رہے ہو تو سارے معزز نمبر ان سے گزارش ہو گی کہ آپ تجاویز دے دیں کہ اس ڈیشنگرڈی کی جنگ کو کیسے ختم کر سکتے ہیں ہمارا دشمن کون ہے کیسے ہے اور اس کو کیسے counter anti-terrorism policy کیا جاسکتا ہے کیا ہو سکتی ہے جو یہ اسمبلی drive کرے گی جو ہماری کپیٹی ہو گی اس پر ہم عمل کرنے کی کوشش کرے گی۔ جو ہماری کپیٹی سے beyond چیزیں ہوں گی جیسے فارن پالیسی کی بات ہے۔ ٹھیک ہے ہم فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اس پوائنٹ کو اٹھا سکتے ہیں۔ کہ جی فارن پالیسی کو آپ کس طرح چینچ کریں بلوچستان کی اسمبلی کا فارن پالیسی پر یہ اچنڈا ہے۔ ہم اس کے drive کر سکتے ہیں اس پر بیٹھ کے لکھ سکتے ہیں۔ لیکن یہ نہ ہو کہ جو ماضی کا تجربہ رہا ہے with all due apologies میں کسی کا نام نہیں لیتا ہوں لیکن ہم نے کھڑے ہو کے صرف یہی تقریبی ہے کہ اس کو debating club بنایا ہے۔ کہ اتنے لوگ ادھر گئے ہیں اتنے لوگ ادھر گئے ہیں۔ ٹوپ میں یہ ہوا۔ ڈیرہ بکٹی میں یہ ہوا فلاں جگہ پر یہ ہوا تھا اور نوٹکی میں یہ ہوا قلعہ سیف اللہ میں یہ ہوا قلعہ عبداللہ میں یہ ہوا۔ یہ کام نہیں کرنے ہیں ہم نے۔ اس دفعہ چونکہ یہ ہمارا آخری ڈیبیٹ ہے ہماری لا اینڈ آرڈر پر تو پھر ہم نے پھر objective debate کرنی ہیں۔ نواب صاحب نہیں رہے ہیں شاید سمجھ رہے ہیں کہ ہم کچھہ شاید فارن پالیسی پر کچھہ نہیں کر سکتے۔ مجھے پتہ ہے آپ نے یہی کہنا ہیں۔ لیکن آپ جیسے قدر آور لوگ جب یہاں سے پالیسی بنانے کے بیچ تودیں عمل ہونے ہو بھیجیں تو صحیح کھڑے ہو کے یہ تو نہیں کہیں کہ جی قلعہ سیف اللہ میں اتنے لوگ مر گئے ہیں۔ تو آپ سے مجھے یہی توقع ہے آپ جیسے seasoned senior politician سے۔ کہ اس دفعہ کی ڈیبیٹ میں آپ لوگ objective debate کریں گے اور مشورے دیں گے سیکورٹی پلان بنائیں گے anti-terrorism

کس کو کہتے ہیں؟ کیسے ہم اس terrorism کو روک سکتے ہیں کون سے measures ہیں جو پرو اول plan گورنمنٹ نے لینے ہیں۔ کون سے measures جو فیڈرل گورنمنٹ اور پاکستان کی فوج نے لینے ہیں۔ کون سی heating measures ہیں فیڈرل گورنمنٹ کی ایجنسیز یہاں کام کر رہی ہے جیسے مثال کے طور پر سب سے زیادہ requisite کیا ہوا ہے۔ آئیں debate ہوتی ہے فرنئیز کو بلوچستان میں۔ تو فرنئیز کو بلوچستان کو ہم نے manage کر سکتے ہیں کہاں نہیں کر سکتے ہیں ان کا کیا role ہونا چاہئے کیا role نہیں ہونا چاہئے تو اس پر اگر ڈبیٹ ہوگی تو وہ سیر حاصل ہوگی دوسری صورت میں پھر ایک debating-club ہو گا میڈم اسپیکر۔ شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: انشاء اللہ۔ نواب صاحب! میں ذرا پہلے ایوان سے اس کی منظور لے لوں پھر آج ہی اس پر بحث رکھیں گے پھر آپ سب اس پر بات کیجئے گا۔ جو ارکین اسمبلی اس تحریک التوانہ 5 کے حق میں ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔ تقریباً پورا ایوان ہی اس کے حق میں ہے۔ چونکہ تحریک کو اسمبلی قواعد و انصباط کار 1974ء کے قاعدہ نمبر 75 کے تحت مطلوبہ اکثریت حاصل ہے لہذا اسے آج اسمبلی کی کارروائی کے دوران جو آخر میں ہو گا بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔ جی اس میں ممبر زکا یہی ہو گا کہ جب اس کی باری آئے گی تو میں اس وقت بتا دوں گی کہ آپ نے کتنی دریتک بحث کرنی ہے۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: تمام کا اگر کہہ دیں۔

میڈم اسپیکر: اس میں بگئی صاحب نہیں ہوتا ہے کہ ضروری دو گھنٹے ہوں۔ ایک گھنٹہ ہو۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ اپنی جو بھی suggestions، speeches not more than two hours، yes. یہ روں ہے اس میں۔ پہلے میں عارف صاحبہ ایسا کو پورا کر لیں پوائنٹ آف آرڈر پر سب کو میں آخر میں موقع دوں گی بیٹھیں آپ۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

پلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کا منظور کیا جانا۔

میڈم اسپیکر: قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی تحریک پیش کریں گے کہ پلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی کی بابت تحریک پیش کریں۔ جی محیب حسنی صاحب۔

میر مجیب الرحمن محمد حسni: شکریہ جی۔ میں قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی، تحریک پیش کرتا ہوں کہ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی کی منظوری دی جاتی ہے۔

میڈم اسپیکر: قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی! پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔

میر مجیب الرحمن محمد حسni: شکریہ جی۔ میں قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی، تحریک پیش کرتا ہوں کہ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی دی جاتی ہے۔

میڈم اسپیکر: قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی، پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔

میر مجیب الرحمن محمد حسni: میں قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی، تحریک پیش کرتا ہوں کہ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت

کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر صحت! پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔ جی منستر ہیلٹھ۔

جناب عبدالماجد ابرار (وزیر صحت): میں وزیر صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر صحت! پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت: میں وزیر صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی پیلک ولیفیر ہسپتال سوئی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ یہ آج آپ نے ایک نیا قانون پاس کر دیا ہے بڑی اچھی بات ہے۔

سینما گھروں میں امناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کا منظور کیا جانا۔

میڈم اسپیکر: قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر حکمہ صحت عامہ و بہبود آبادی سینما گھروں میں امناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر مجیب الرحمن محمد حسni: میں قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر حکمہ صحت عامہ و بہبود آبادی، تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینما گھروں میں امناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء)

(بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعہ کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعہ کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔

سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعہ کی منظوری دی جاتی ہے۔ قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔

میر مجیب الرحمن محمد حنی: میں قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی، تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر صحبت! سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر صحبت: میں وزیر صحبت تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ آیا سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر صحبت! سینما گھروں میں اتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت: میں وزیر صحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینما گھروں میں انتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کو کمیٹی کی سفارشات کے بوجب منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: آیا سینما گھروں میں انتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کو کمیٹی کی سفارشات کے بوجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ سینما گھروں میں انتناع تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کو کمیٹی کی سفارشات کے بوجب منظور کیا جاتا ہے۔ یہ بھی قانون منظور ہو گیا یہ دوسرا قانون آپ لوگوں کا منظور ہوا ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

بلوچستان کم سنوں کی تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کا منظور کیا جانا۔

میڈم اسپیکر: قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی، تحریک پیش کریں گے کہ بلوچستان کم سنوں کی تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر مجیب الرحمن محمد حسni: میں قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کم سنوں کی تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی کی منظوری دی جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان کم سنوں کی تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 30 اپریل 2018ء تک توسعی کی منظوری دی جاتی ہے۔

قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی! بلوچستان کم سنوں کی تمبا کونو شی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخی) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔

میر مجیب الرحمن محمد حسni: میں قائم مقام چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ صحت عامہ و بہبود آبادی تحریک پیش

کرتا ہوں کہ بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر صحت! بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت: میں وزیر صحت تحریک پیش کرتا ہوں، بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کو منسوخ کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر صحت! بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت: میں وزیر صحت تحریک پیش کرتا ہوں، بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان کم سنوں کی تمبکو نوٹشی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 20 مصدرہ 2018ء) (بلوچستان منسوخ) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ تیرا بل آپ کا آج منظور ہو گیا ہے۔

بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018 (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2018) کا منظور کیا جانا۔

میڈم اسپیکر: وزیر حکومت آبکاری، محصولات و انسداد منشیات! بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔ جی عبدالکریم نوشیر وانی صاحب۔

میر عبدالکریم نوшیروانی: میں وزیر مکملہ آبکاری، محصولات و انسداد منشیات تحریک پیش کرتا ہوں، بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

وزیر مکملہ آبکاری، محصولات و انسداد منشیات بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصروفہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

میر عبدالکریم نوшیروانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں وزیر مکملہ آبکاری، محصولات و انسداد منشیات تحریک پیش کرتا ہوں، کہ بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔

بلوچستان مالی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصروفہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ چوتھا بدل منظور ہو گیا۔ ماشاء اللہ۔

بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصروفہ 2018ء) کا منظور کیا جانا۔

میڈم اسپیکر: چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ لوکل گورنمنٹ، بی ڈی اے، جی ڈی اے، بی سی ڈی اے شہری منصوبہ بندی و ترقیات بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصروفہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں۔

مفتش گلاب صاحب اس کے چیئرمین ہیں لیکن چونکہ وہ آج نہیں ہیں تو محترمہ معصومہ حیات صاحبہ کو انہوں نے کہا ہے کہ وہ پیش کریں۔

محترمہ معصومہ حیات: میں معصومہ حیات، چیئرمین مجلس قائدہ بر مکملہ لوکل گورنمنٹ، بی ڈی اے، جی ڈی اے

بی سی ڈی اے شہری منصوبہ بندی و ترقیات کے جانب سے تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کی بابت کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر بلدیات و دیہی ترقی بلوچستان! بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔ جی منظر غلام دشمنگیر بادینی صاحب۔

حاجی غلام دشمنگیر بادینی (وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی بلوچستان): میں وزیر بلدیات و دیہی ترقی بلوچستان تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی بلوچستان! بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی بلوچستان: میں وزیر بلدیات و دیہی ترقی بلوچستان تحریک پیش کرتا ہوں، کہ بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان کچی آبادی مستقلی اور کچی آبادی کے ڈھانچے کی ترقی کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 23 مصدرہ 2018ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔ یہ

آپ کا چھٹا قانون بھی منظور ہو گیا۔

بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) کا پیش کیا جانا۔

میڈم اسپیکر: وزیر تعلیم! بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) پیش کریں۔ وزیر تعلیم چونکہ آج موجود ہیں ہے تو گئی صاحب آپ وزیر تعلیم کی طرف سے پیش کریں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور پی ڈی ایم اے: شکریہ میڈم اسپیکر! میں وزیر داخلہ وزیر تعلیم کی جانب سے بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: بلوچستان اسممنٹ اینڈ ایگزامینیشن کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2018ء) پیش ہوا۔ لہذا مسودہ قانون نمبر 14 کو قاعدہ انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تحت متعلق مجلس قائدہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

بلوچستان پلک سروں کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) کا پیش کیا جانا۔

میڈم اسپیکر: جی سرفراز گئی صاحب آپ پیش کریں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور پی ڈی ایم اے: میں وزیر داخلہ، وزیر S&GAD کی جانب سے بلوچستان پلک سروں کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) کو پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ وزیر ملازمت ہائے عمومی لظم و نسق، بلوچستان پلک سروں کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور پی ڈی ایم اے: میں وزیر داخلہ on behalf of Minister S&GAD پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پلک سروں کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پلک سروں کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء

(مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) کو بلوجستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوجستان پلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) کو بلوجستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

وزیر ملازمت ہائے عمومی نظم و نسق! بلوجستان پلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) سے متعلق تحریک پیش کریں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: میں وزیر داخلہ، S&GAD on behalf of Minister S&GAD تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوجستان پلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر یغور لایا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوجستان پلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22 مصدرہ 2018ء) کو فی الفور زیر یغور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوجستان پلک سروس کمیشن کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2018ء۔۔۔ (داخلت) نہیں یہ بل تو آپ کے ایجنسٹے میں ہے نا۔ پلک سروس کمیشن کا۔ یہ جو میں پڑھ رہی ہوں یہ تو منظر نے تحریک جمع کرائی ہے ناں اسمبلی میں کہ جی وہ exemption قرار دیتے ہیں۔ وہ تو آپ لوگوں کے پاس نہیں ہوتی ہے۔ نہیں 84 کا تو آپ کو پتہ ہے کہ exempt وہ مانگ رہے ہیں آپ سے۔ میں نے آپ سب کے سامنے پوچھا ان 84 تو exemption میں۔ اگر آپ وہ تو میں نے ساری اسمبلی کے سامنے پوچھا ہے آپ سب سے۔ یہ تحریک تو انہوں نے جمع کرائی ہے ناں سیکرٹریٹ میں کہ جی ہم اس سے exemption چاہتے ہیں، گورنمنٹ نے تحریک کبھی بھی آغا صاحب! جمع نہیں ہوتی ہے۔ آغا صاحب! جیسے پہلے بھی ہوا تھا۔ یہ بھی ایسے ایجنسٹے پر نہیں آتی ہے۔ یہ انہوں نے ابھی پیش کی ہے کہ آپ ایوان سے پوچھیں کہ exemption ہے۔ جیسے پہلے بھی ہوا تھا۔ ہم آپ سے پوچھ رہے ہیں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: جب تک ہماری کمیٹی نہیں بنی تھی تب بھی ہم یہ exemption مانگتی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ابھی تو ہو گیا ہے یہ چیز۔ تحریک منظور ہوئی۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر! کم سے کم جیسے اوپر ہے کہ یہ فلاں فلاں مصدرہ نمبر اتنی کمیٹی روپورٹ پیش

کریں گے۔ یہ سارا ہم سے پوچھتے رہتے ہیں۔ اور یہ آخر میں آکر بگٹی صاحب یکدم کھڑا ہو گیا کہ on behalf of XX.

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! یہ مناسب نہیں ہے۔ یہ لفظ XX کو exempt کر دیں۔

میڈم اسپیکر: میں نے باقاعدہ پوچھا کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مرجع یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تلاضوں سے مستثنی۔ آپ کے پاس نہیں ہوگا۔ میں آپ سے ایوان سے پوچھ رہی ہوں وہ تحریک پیش کر رہے ہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہوتا ہے تحریک ایجنڈا پر نہیں۔۔۔

آغا سید لیاقت علی: دیکھیں! اس میں جو کچھ ہوا ہے یہ That should be on table. آپ اسے پہلے لارہے ہیں اب ہم یہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ یہ کاغذات میں ہے کیا۔ آپ نے ایک کاغذ نیچے رکھا ہوا ہے وہ سب سے آخر میں، وہ آپ کہتی ہیں کہ میں نے وہ کر دیا ہے۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! تحریک ایجنڈے میں نہیں آتی ہے۔ آپ سے پوچھ رہی ہوں ناں کہ تحریک کبھی بھی، ہستیری میں یہ ایجنڈے پر نہیں آتی ہے۔

آغا سید لیاقت علی: مادام اسپیکر! اس میں یہ جو ہے ناں بلوچستان اسمبلی اگر یمنیشن یہ کمیشن کا مسودہ اس کے بعد آپ ایک دم پتہ نہیں، ہم ابھی ڈھونڈ رہے ہیں کہ یہ کہاں سے شروع ہوا ہے کیا ہوا ہے۔ any how چیف منسٹر اور بگٹی صاحب کی اس میں بڑی دلچسپی تھی۔ اور وہ بڑے ہنس رہے ہیں لیکن یہ آپ کو بتاؤں یہ ابھی یہ جو آپ کے گلے میں پھنس جائے گی۔ اس میں یہ نہیں سوچیں۔ ابھی ذرا اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ یہ آپ نہیں دلا سکتے ہیں۔ اس میں یہ It is very unfair game ہے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے یہ کمیشن کا ہے بلوچستان سروں کمیشن کا ہے اس میں جو ہے لوگوں کی appointments ہیں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اس کو بالکل معمولی اس کو آپ نہیں لے جائیں کہ جی بس یہ وہ میں نے پڑھا اور یہ ہو گیا۔ That should be referred to another کہ ہمارے اس میں تقریباً اس پر وہ کرامیں کہ یہ جائز ہے یا غلط ہے اس پر ہم ووٹگ کراتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی بگٹی صاحب! اس پر آغا صاحب ووٹگ کرنا اچا ہے ہیں۔ ابھی تک فی الفور زیر غور پر تھا کہ آغا صاحب کھڑے ہو گئے۔ سی ایم صاحب! ابھی ہم فی الفور پر تھے کہ انہوں نے۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہو جائے کہ، جی۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: روز آف پروسیجر کے تحت ایسا نہیں ہوتا ہے ابھی چونکہ آغا صاحب ہمارے پر دمرشد ہیں۔ وہ اگر ووٹنگ کرنا چاہتے ہیں کہ اس کو ہم exempt کریں یا نہیں کریں۔ اگر آپ ووٹنگ کرنا چاہتے ہیں کہ اس کو exempt کریں یا نہیں کریں تو ہم ووٹنگ کے لئے بھی تیار ہیں۔

آغا سید لیاقت علی: ٹھیک ہے۔ میں اس پر یہ کہتا ہوں کہ جب آپ اس پر ووٹنگ کرائیں گے اس میں پانچ منٹ دس منٹ کا وقفہ کریں تاکہ ہم اس کے لئے تیاری کریں۔

میڈم اسپیکر: نہیں آپ کی instructions پر نہیں چل سکتی۔۔۔ (مداخلت۔شور) آغا صاحب! انہوں نے۔۔۔ (مداخلت)

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: ہم نے آپ کو انگلی پکڑ والی ہے اب آپ ہاتھ پکڑ رہے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا ہے قاعدہ اور قانون ہے۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: میں آپ کو تسلی کے لئے یہ ذرا پڑھ کے سنادوں تاکہ اچھی بات ہے کوئی ابہام نہیں رہے اور آغا صاحب! اس طرح کا impression نہیں دیں کہ خدا نخواستہ اسمبلی نے یا گورنمنٹ نے کوئی اس طرح سے غلط کام کیا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ رکن متعلقہ، آغا صاحب! میں ذرا پڑھ کے بتادوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ رکن متعلقہ اس امر کی تحریک پیش کرنے کا مجاز ہوگا۔ دیکھیں تحریک جو ہوتی ہے وہ ہمارے پاس جمع ہوتی ہے اور وہ آپ سب سُن رہے ہوتے ہیں یہ نہیں ہوتا ہے کہ اجنبی میں لائی جاتی ہے۔ کہ مسودہ قانون کو اس قاعدے کا مطلب اُس پر exemption مستثنی قرار دیا جائے۔ میں ذرا پڑھ رہی ہوں گے گویا کہ مسودہ قانون کے بارے میں مجلس قائمہ کی رپورٹ اس روز پیش کر دی گئی تھی جس روز تحریک منظور ہوئی ہے۔ تو یہ اسی طرح تھا۔ ایسا نہیں کہ خدا نخواستہ ایسا آپ نہیں دینا چاہیں کہ کوئی جھپ کے کوئی کام ہو رہا ہے یا وہ ہو رہا ہے اور وہ ووٹنگ کیلئے بھی تیار ہیں۔ If you want to bring it for voting.

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: یہ جو قاعدے کو exempt کر رہے ہیں اس پر اگر روشنی ڈالیں یہ کونسا قاعدہ ہم کرنے جا رہے ہیں؟

میڈم اسپیکر: 84 جو میں نے پڑھا ہے اور آپ سب نے ہاں کیا ہے بڑے زور و شور سے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: آپ پڑھ کے سنادیں ہمارے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

میدم اسپیکر: یہ ڈاکٹر صاحب! بھی جو میں نے پڑھا ہے یہ آپ نے سنائیں؟ میں نے بھی پڑھا ہے بھی پڑھ کے بتایا ہے آپ لوگ سنتے نہیں ہیں۔ میں نے بھی پڑھا ہے آپ سب کے سامنے۔

آغا سید لیاقت علی: یہ سردار صاحب! آپ ہیں منظر؟ کیا آپ منظر ہیں۔

میدم اسپیکر: اچھا جی آپ لوگ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: نہیں نہیں، ایک مرتبہ پڑھ کے سنادیں کہ یہ ہے کیا قاعدہ۔

میدم اسپیکر: یہ ڈاکٹر صاحب! دیکھیں ناں یہ جو last time ہوا تھا آپ کے جب آغا صاحب کھڑے ہوئے تھے آغا صاحب کو بڑی detail میں پتہ ہے یہ کہ جب کوئی قاعدہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ کمیٹی میں نہ جائے تو 84 قاعدہ کے تحت exemption مانگی جاتی ہے last time بھی اسی طرح ہوا تھا۔ میں دو دفعہ پڑھ لیتی ہوں لیکن یہ مناسب نہیں ہو گا کہ آپ اس طرح سے وہ کہیں کہ پتہ نہیں کوئی چھپ پھچپا کے ہم کام کر رہے ہیں، یہ سب کے سامنے ہوا ہے اور آپ سب نے ہاں کیا ہے۔ ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب! میں پڑھ رہی ہوں۔ دوبارہ پڑھ رہی ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ رکن متعلقہ جو کن جو پیش کرتا ہے نا تحریک جیسے باقی منظر ز پیش کر رہے ہیں تو انہوں نے یہ تحریک بھی پیش کی ہے میں نے اسی لیئے ایوان کے سامنے رکھی ہے۔ اس امر کی تحریک پیش کرنے کا مجاز ہو گا کہ مسودہ قانون کو اس قاعدہ کا exemption سے مستثنی قرار دے دیا جائے اور اگر یہ تحریک منظور ہو جائے تو قاعدہ نمبر 85 کے احکامات اسی طرح اطلاق پذیر ہوں گے۔ گواہ کہ مسودہ قانون کے بارے میں مجلس قائمہ کی روپورث اس روز پیش کر دی گئی تھی جس روز تحریک منظور ہوئی ہے۔ یعنی کہ اس سے آپ exemption دے رہے ہیں اسٹینڈنگ کمیٹی سے۔ کیونکہ یہ آج last session ہے۔ اسی لیئے انہوں نے مانگی ہے۔ اسٹینڈنگ کمیٹی پر مطلب نہ بھیجیں اسے اسٹینڈنگ کمیٹی میں۔ اس کا exemption مانگ رہے ہیں اور تو اس میں کیا ہے۔ تحریک منظور ہوئی بلوچستان پبلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22) مصدرہ 2018ء کو فی الفور زیر یغور لایا جاتا ہے۔ ابھی منظوری کے لئے رکھ رہی ہوں۔ وزیر ملازمت ہائے عمومی نظم و نقش! بلوچستان پبلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22) مصدرہ 2018ء سے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔ جی منظر صاحب۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: شکریہ میدم اسپیکر! میں وزیر داخلہ on behalf of

Minister S&GAD تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ

2018ء (مسودہ قانون نمبر 22) مصدرہ 2018ء کو منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: اب میں پھر آپ لوگوں سے پوچھ رہی ہوں پھر نہ کہیئے گا کہ پوچھنا نہیں۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان پلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22) مصدرہ 2018ء کو منظور کیا جائے؟ ایک منٹ آغا صاحب۔ چونکہ ایک آواز نہیں کی آچکی ہے۔ I will go for the voting.

جو اراکین اس مسودہ قانون کو منظور کرنے کے حق میں ہیں وہ اتھ کھڑا کریں۔ count کریں سیکرٹری صاحب۔ جی کشور صاحب آپ اپنا ہاتھ proper کھڑا کریں اگر آپ ان کے ساتھ ہیں۔ بائیں ہیں۔ چونکہ تحریک کو مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہو گئی ہے لہذا تحریک منظور ہوئی۔ میں آغا صاحب دیکھیں مناسب نہیں ہے میں ابھی پڑھ رہی تھی تو آپ کو۔۔۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: ہم نے بار بار ان کو قانون بھی بتایا ہے یا اپنے آپ کو ڈیموکریسی کے چیمپئن بھی کہتے ہیں اور ڈیموکریٹ رائٹ ہے کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد یہ اختیار جو ہے وہ چیف ایگزیکٹو آف دی پراؤنس کے پاس نہ ساری زندگی اچکنی صاحب نے گورنر رہنا ہے نہ ساری زندگی ہم نے حکومت میں رہنا ہے۔ یہ ایک اصولی decision تھا۔ آپ کا یہ جو ایک چہرہ ہے وہ بے نقاب ضرور ہوا ہے آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: ہم نے instruction لیتے ہیں نہ کسی کے instruction پر وہ کرتے ہیں، ہم آپ کی طرح نہیں ہیں، ہم اس ملک میں اس صوبے میں جمہوریت لانا چاہتے ہیں بگٹی صاحب۔ آپ سنیں۔ اچھی طرح سنیں، ہم کوئی instruction لینے والے نہیں ہیں حق کی بات کرنے والے ہیں حق کہیں گے۔ ہمیں پتہ ہے کہ آپ کو کس نے دی ہے۔ اچکنی صاحب جو ہیں وہ اب بھی اس صوبے میں گورنر ہے ہیں اور آپ سے بھی اچھا گورنر ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں جو، وہ لوگ ہیں کہ دوسال تک ڈپٹی اسپیکر تھا۔۔۔ (مداخلت)

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! تشریف رکھیں۔ جی آپ کا احتجاج آگیا ہے جو احتجاج کیا گیا ہے۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان پلک سروس کمیشن کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 22) مصدرہ 2018ء کو منظور کیا جاتا ہے۔ اس میں 22 اراکین اسمبلی نے اس کے حق میں اور 9 نے اس کی مخالفت میں ووٹ دیا ہے تاکہ ریکارڈ پر آجائے، ٹھیک ہے۔

بلوچستان آرٹس کنسل کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2018ء)، کا پیش کیا جانا۔ وزیر ثقافت و سیاحت اور آثار قدیمہ! بلوچستان آرٹس کنسل کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2018ء) پیش کریں۔

آغا سید محمد رضا (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور): میں وزیر قانون، وزیر ثقافت و سیاحت اور آثار قدیمہ!

بلوچستان آرٹس کوسل کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2018ء) پیش کرتا ہوں۔
میڈم اسپیکر: اس میں تو کوئی request کی exemption نہیں ہے گورنمنٹ کی طرف سے۔
بلوچستان آرٹس کوسل کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 24 مصدرہ 2018ء) پیش ہوا۔ لہذا مسودہ قانون نمبر 24 کو قاعدہ انصباط کار بھریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تحت متعلقہ مجلس قائدہ کے پر دیکا جاتا ہے۔

مجلس قائدہ کی رپورٹ کا منظور کیا جانا۔

میڈم اسپیکر: چیئرمین مجلس قائدہ برائے محمد آپاشی و تو انائی، ماحولیات، جنگلات و جنگلی حیات کی کارکردگی اور در پیش مسائل پر غور و خوض کی بابت مجلس تحریک پیش کریں۔ جی یا سمین اہری صاحبہ۔

محترمہ یا سمین بی بی اہری: thank you میڈم اسپیکر صاحبہ! میں چیئرمین پر سن مجلس قائدہ برائے محمد آپاشی و تو انائی، ماحولیات، جنگلات و جنگلی حیات تحریک پیش کرتی ہوں کہ محکمہ جنگلات اور جنگلی حیات کی کارکردگی اور در پیش مسائل پر غور و خوض کی بابت مجلس کی رپورٹ کو منظور کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا محکمہ جنگلات اور جنگلی حیات کی کارکردگی اور در پیش مسائل پر غور و خوض کی بابت مجلس کی رپورٹ کو منظور کیا جائے؟ جی ممبر ان میں نے آپ لوگوں سے پوچھا ہے، میں نے پوچھا ہے کیونکہ آپ لوگ آپس میں بات کر رہے تھے اس میں یہ جو رپورٹ یا سمین اہری صاحبہ نے کیا ہے last time ابھی آئی تھی پھر آغا صاحب کی کچھ reservations تھیں اُس کو بھی clear کر کے ابھی آج دوبارہ یہ پیش ہوئی ہے کیا اس رپورٹ کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ محکمہ جنگلات اور جنگلی حیات کی کارکردگی اور در پیش مسائل پر غور و خوض کی بابت مجلس کی رپورٹ کو منظور کیا جاتا ہے۔

میڈم اسپیکر: اب میں عارفہ صاحبہ! آپ کا ایک جو ہے وہ لیتی ہوں پھر اُس کے بعد میں نے بحث اسٹارٹ کرنی ہیں۔ جی۔ عارفہ صاحبہ!

on a point of public interest

محترمہ عارفہ صدیق: شکر یہ میڈم اسپیکر! پر لیں کلب کے سامنے ہزارہ کمیونٹی کے females اجتماعی کمپ میں پیٹھی ہوئی تھیں اور بھوک ہڑتاں پیٹھی ہوئی تھیں۔ میں ابھی اُن سمل کے آرہی ہوں تو اُن کا ایک مطالبہ تھا کہ آرمی چیف آئیں ہمیں دیکھیں اور ہمیں سین بخیر و روای کے۔ تو میں نہیں بھجتی کہ یہ کوئی ناجائز مطالبہ ہے۔ یہ بالکل جائز مطالبہ ہے۔ کہ آرمی چیف آجائے اگر نہیں ہو سکتا ہے۔ تو اس معزز ایوان سے کمیٹی بنی چاہیے جو جا کے اُن سے ذکرات کریں۔ اور میرے خیال سے سرفراز بگٹی صاحب بھی کل گئے تھے ان کے پاس۔۔۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میدم اسپیکر!

میدم اسپیکر: جی آپ بھی اسی پربات کر رہے گئی۔ اچھا آپ بھی کر لیں پھر سرفراز صاحب جواب دیں گے۔ جی
ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میدم اسپیکر جی جی، اس میں issue یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج خواتین بیٹھی ہیں پر لیں کلب کے سامنے آج جو ہے خواتین دھرنا دے رہی ہیں۔ آج وہ بچوں کے ساتھ بیٹھی ہیں اور وہ دھرنا صرف ایسا دھرنا نہیں ہے وہ بھوک ہڑتا لی دھرنا ہے جو نکہ ان کے بچے مرے ہیں۔ ان کے شوہ مرے ہیں ان کے باپ مرے ہیں اور کچھ کی حالت اتنی ناگفطہ ہے کہ وہ جو ہے حالات مرق پر ہیں جو ہمارے کچھ لوگ ان سے مل کر آئے ہیں۔ تو انہوں نے بتایا ہے کہ ایک جو شخصیات ہے وہ ایڈو و کیٹ بھی ہے اُس میں جو دھرنے پر بیٹھی ہے ان کے ساتھ اُس کی حالت اتنی خراب ہے کہ پتہ نہیں وہ آج نج بھی پائے یا نہیں، تو میں سمجھتی ہوں کہ جب خواتین کا مسئلہ آتا ہے اور جب خواتین روڑ پر نکل آتی ہیں اور جب خواتین پر لیں کلب کے سامنے بیٹھتی ہیں تو پھر ہمیں انہیں سننا چاہیے اور ان کے جائز مطالبات ہیں۔ ہمیں قبول کر لینا چاہیے اور ان کے بھوک ہڑتا لی کیمپ کو کم از کم ختم کریں۔ تاکہ وہ مرنے سے نج جائیں۔

میدم اسپیکر: جی سرفراز صاحب!

وزیر داخلہ و قبلی امور و پولی ایم اے: شکر یہ میدم اسپیکر! ہاں صرف ہزارہ کی خواتین نہیں ہیں، کچھ یہ جو آج کل ایک نئی تحریک چلی ہے پشتیں تحریک جو ہے PDM اُس کو بولتے ہیں۔ ان کے لوگ بھی موجود ہیں اور بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ کیونکہ کل میں مذکرات کے لیے گیا تھا اور میں اپنے opinions میں ہمیشہ قائم ہوتا ہوں۔ اس forum پر تو بالکل بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے کہ وہ تقریباً اُس احتجاج کو انہوں نے hijack کیا ہوا ہے۔ بہر حال خواتین بیٹھی ہیں، میں کل گیا تھا ان کے پاس، ان کا صوبائی حکومت سے کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ تو ان کا یہ constitutional right ہے وہ بیٹھی رہیں، آپ کمیٹی بناتی ہیں میں خود اُس میں جانے کے لیے تیار ہوں۔ کل میں خود بھی گیا تھا آج بھی جاؤں گا بلکل بھی جاؤں گا۔ لیکن جو مطالبہ ہے وہ صوبائی حکومت سے ہے نہیں۔ تو ان کا مطالبہ فوج سے ہے تو یہ صوبائی حکومت اس میں بے بس ہے جی۔

میدم اسپیکر: عارفہ صاحب! وہ بات تو ان کی ٹھیک ہے۔ جی

محترمہ عارفہ صدیق: میدم اسپیکر، کمیٹی بننی چاہیے کہ ان کے ساتھ مذکرات ہو سکیں، وہ بھوک ہڑتا لی پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتی ہوں، یہ فیکلہ ہیں۔

میدم اسپیکر: بلکہ صاحب! یہ اس طرح سے ہے کہ نہیں میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں۔ ہاں جی۔

وزیر داخلہ و قائمی امور پر ڈی ایم اے: میڈم! میں نے آپ سے کہا ہے کہ اگر آپ رولنگ دیس، کمیٹی بنائیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں کل گیا تھا there spent 2 hours there threat تھے وہ بتائے۔ لیکن اُس کے باوجود وہ کی۔ اُن کو سیکورٹی کے سارے aspects کے بارے بتائے، اُنکے جو threat تھے وہ بتائے۔

single agenda ہے اُنکا جیسے پاراچنار میں ایک زمانے میں ہوا تھا۔ کہ پاراچنار والوں نے اس طرح کا ایک دھرندا یا تھا۔ اور وہ پھر جزل راحیل وہاں گئے تھے۔ تو ان کا بھی یہی مطالبہ ہے وہ مطالبة صوبائی حکومت سے نہیں ہے۔ وہ مطالبة اس ایوان سے نہیں ہے۔ تو یہ مطالبة اُن سے تو اُن کے نمائندے کمانڈر سدرن کمانڈر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن سے عارفہ صاحبہ جا کر مل لیں، جا کر بات کریں۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب آپ اس پر کوئی بات کرنا چاہیں کہ کمیٹی کے حوالے سے یا آپ لوگ چونکہ اُس ہزارہ کیمیٹی سے تعلق ہے، تو ڈاکٹر صاحبہ ہیں۔

آغا سید محمد رضا: میں دونوں کو ملا کے پوری گفتگو کروں گا اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں صرف اس مسئلے پر تادیں، پھر ابھی بحث شروع کرنے والے ہیں۔ جی۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: اس پر بالکل کمیٹی بنی چاہیے کیونکہ جیسا کہ بگٹی صاحب نے کہا وہاں کچھ غیر ملکی elements آئے ہوئے ہیں اور وہ hijack کر رہے ہیں۔ چیزوں کو غلط سمت میں لے جا رہے ہیں۔ خالصتاً یہ شہداء کی فیلمی کی ایک تحریک تھی، وہ آئی تھی وہاں بیٹھی تھیں کہ ہمیں اپنی قانونی آئینی حق چاہیے۔ ہمیں جینے کا حق چاہیے۔ ہم سب کا یہ مطالبہ ہے۔ انہوں نے آ کے وہاں دھرندا یا اور پھر بھوک ہڑتا لیکمپ میں چلی گئیں عورتیں۔ اور پھر بعد میں پاکستان کے خلاف اور پھر فوج کے خلاف ریاست خلاف جبکہ ہم آپ کو اس مقدس floor سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم شیعہ ہزارہ قوم we are Pakistani 99.99% ہم اس سر زمین کی اولاد ہیں۔ ہم ریاست کا مطلب سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی جغرافیائی حدود اور اُس کی ایک ایک ایجنسی ہمارے لیے مقدس ہے۔ تو اگر کوئی غیر ملکی ایجنسڈا ہم پر مسلط کرتا ہے، چاہے ہمیں کبھی ایران کے ساتھ attach کیا جائے کبھی افغانستان کے ساتھ کبھی شام کا ہم پر ملکہ گرا کیا جائے۔ ہمیں یہ قبول نہیں ہے۔ اُن خواتین کے ساتھ ظاہر ہے مجھے ہمدردی ہونی چاہیے۔ they are blood my وہ ہمارا اپنا خون ہے۔ کمیٹی بنی چاہیے جا کے بات ہونے چاہیے۔ لیکن اس شرط پر نہیں کہ خدا خواستہ ہم پاکستان کے خلاف ہیں یا ہم ریاست کے خلاف ہیں۔ ہم پاکستان کے اندر رہتے ہوئے پاکستانی سیکورٹی ایجنسیز سے اپنے جینے کا حق مانگتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آغا صاحب۔ بگٹی صاحب! میرے خیال میں آپ کی سربراہی میں چونکہ ڈیپارٹمنٹ

آپ کا ہے اور آپ بڑے اچھا انداز میں جو چیزوں کو لیکر چل رہے ہیں۔ تو آپ اُس کے ہیڈ ہوں گے اور اپنے نمبرز جو ہیں، آغا صاحب ان کے ساتھ جو ہے وہ کر لیں۔ اور خواتین میں جو ہے جیسے عارفہ صاحبہ ہیں۔۔۔ وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے: میڈم اسپیکر صاحبہ! میں اگر اپنی ایک humble submission دے دوں۔

میڈم اسپیکر: جی جی۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے: اُس پر جیسے عارفہ صدیق صاحبہ نے اور ڈاکٹر صاحبہ نے یہ دخواتین، اور آغالیافت صاحب کو اور نواب ایاز جو گیز کی صاحب کو request کریں گے کہ یہ ہمارے ساتھ جائیں تاکہ وہاں ان کی بات ہو اور، مولانا واسع صاحب۔

میڈم اسپیکر: نواب صاحب! آپ اور مولانا صاحب آپ۔ آغا صاحب! آپ کے لیے request کی ہے انہوں نے عارفہ صاحبہ نے چونکہ انہوں نے، جی ٹھیک ہے صحیح ہے۔ تو آغا صاحب کی جگہ جو بھی بھائی صاحب لینا چاہیں تو آپ اپنی ایک ٹیم کے ساتھ آغارا صاحب ہوں گے۔ نواب صاحب ہوں گے۔ مولانا واسع صاحب ہیں اور اگر سردار اختر مینگل صاحب آپ اس میں ہو جائیں تو اس میں یہ ہے کہ یہ زیادہ تر خواتین کا مسئلہ ہے میں چاہتی ہوں۔ اس میں ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ بھی ہوں گی۔ جی آغا صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: میڈم! میں اس کمیٹی سے اپنا نام اس لیے لکھوانا چاہوں گا کہ میں خود بھی یہاں دھرنے پر بیٹھا ہوا ہوں اسی مسئلہ پر۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ آپ، آپ بھی دھرنے میں شامل ہیں؟ اچھا! تو بس پھر ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ، عارفہ صدیق صاحبہ۔ جی ڈاکٹر حامد اچکزی صاحب، جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزی: میڈم اسپیکر! جو دھرنے پر بیٹھے ہیں وہ ہمیں بتا رہے ہیں کہ خارجی ہاتھ ہے۔ اور خارجی لوگ آئے ہیں۔ اور خارجی لوگ hijack کر رہے ہیں۔ ان خارجی لوگوں کو انکو disclose کرنا چاہیے، ان کو گرفتار کرنا چاہیے، یہ لوگ خود بھی دھرنے پر بیٹھے ہیں۔ یہ ان کے پیارے مرے ہیں میں اُسکو سیاسی نقطہ نظر سے نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ان کے پیارے مرے ہیں، ان کے بچے مرے ہیں کسی کا خاوند مرا ہے کسی کو وہ مراء ہے۔ محض ہم اس بات پر خدا ہم کو معاف نہیں کریگا۔ کہ جی وہ خارجی ایجنڈا لے کے آئے ہیں۔ اور فلاں ایجنڈا لے کر آئے ہیں۔ تو یہ بھی ساتھ چلے جائیں، جو دھرنے پر بیٹھے ہیں۔ جو آپ نے نام لیا ہے وہ بھی چلے جائیں۔ اُس نظر سے دیکھا جائے کہ بھی ان کے بیٹھے مرے ہیں، ان کے بچے مرے ہیں۔ جذبات میں کسی نے ایک نعرہ لگایا ہوگا۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا point آگیا۔ جی سرفراز صاحب۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: میڈم اسپیکر! ایسا نہیں ہے، دیکھیں ڈاکٹر صاحب کا جواب دینا اس لیے اس Floor پر جواب دینا اس لیئے ضروری ہے۔ انہیں بڑا بھائی کہہ لیں۔ چاچا کہیں جو بھی کہیں۔ لیکن میں وہاں سے ہو کر آیا ہوں۔ وہاں جن کے لوگ شہید ہوئے ہیں۔ جو لوگ ہزارہ کمیونٹی کے ٹارگٹ کلنگر میں شہید ہوئے ہیں، ان سے زیادہ تعداد جو ہے وہ اور لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں۔ اور کل جب ہم وہاں گئے، تو کل انہوں نے وہاں یہ نعرے لگائے جو کہ آئین پاکستان کے خلاف نعرے تھے۔ تو اب ڈاکٹر صاحب! اُس کی identification کریں۔ اور میں یہ نہیں کہنا چاہتا لیکن میں نے جب ان لوگوں سے پوچھا۔ میں یہ on record کہہ رہا ہوں۔ جب میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا جی پشتو نخوا میپ کے ہم درکرز ہیں۔ میں یہ نہیں کرنا چاہتا، اس forum سے لیکن میں ان کے سامنے بھی آپ کو کہوں گا۔ ہو سکتا ہے جھوٹ بول رہے ہوں۔ تو یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ لیکن اُس sitting کو، دیکھیں sitting تو انہوں نے بھی کیا ہوا ہے sitting جو ہے۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ آغا صاحب! please let me complete it!

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! آپ کو موقع دے دیتی ہوں۔ جی۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے: sitting انہوں نے بھی کیا ہوا ہے، ہزارہ ڈیموکریٹ پارٹی کے لوگ بھی اسمبلی کے باہر احتجاج کر رہے تھے۔ وہاں ہم یہ باتیں کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ کیا ہمارا کوئی خاص مقصد ہے کسی کو ٹارگٹ کرنے کا؟ not at all میڈم! میرا مقصد ہے کہ جہاں کوئی دھرنے پر ہے میں جاؤں ان سے ملوں۔ جو کل میں جا کر ملا ہوں، میرے ساتھ آئی جی پولیس تھے اور میرے ساتھ ڈپی کمشنز بھی تھے۔ اور میرے ساتھ اور بھی کچھ لوگ تھے، اور وہ footages بھی بنائے ہیں۔ وہاں صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جو ہزارہ کمیونٹی کی تعداد ہے وہ کم ہے اور لوگ اُسکو hijack کرنا چاہتے ہیں۔ This is the ground reality اب آپ مانیں یا نہ مانیں جہاں تک رہی بات ہزارہ ڈیموکریٹ پارٹی میزان چوک پر جس دن یہ واقعہ ہوا تھا۔ سردار ختر جان کو بھی بہت اچھی طرح پتہ ہے اور زمرک خان صاحب کو بھی۔ کہ جس دن یہ ہوا تھا۔ اُس دن وہاں آئے نعرے لگانا شروع ہو گئے۔ اُن ہزارہ ڈیموکریٹ پارٹی نے اپنا جلسہ چھوڑ دیا کہ بھی We do not want to be a part of these slogans. تو میڈم اسپیکر! اب وہاں جو معاملات ہیں، آپ کا حکم ہے ہم ضرور جائیں گے۔ لیکن وہاں جو معاملات ہیں وہ مانے کے لیے تیار نہیں ہیں، کسی بھی صورت میں۔ کل ہم گئے

تھے۔ ان کی demand ہماری provincial government سے ہے ہی نہیں۔

میڈم اسپیکر: ہماری اسمبلی میں چونکہ یہ point اٹھ چکا ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ایک کوشش اور کر لیں۔ اچھی بات ہے۔

وزیر داغلہ و قبائلی امور پولی ڈی ایم اے: میڈم! آپ کا حکم ہے ہم جائیں گے لیکن میں on record کہنا چاہتا ہوں۔ ان کی demand ہمارے ساتھ نہیں ہے useless exercise ہو گی۔ اور چونکہ کل میں نے وہ exercise کر کے دیکھ لی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی۔ بہر حال آغا صاحب۔ جی!

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر! اُس میں ایک clarification میں کروں گا۔ وزیر داخلہ ساحب نے کہا کہ ان نے clear-cut کہا کہ پشتو انخواہی عوامی پارٹی کا ہے۔ پشتو انخواہی عوامی پارٹی اس دھرنے کا حصہ نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: اچھا۔

آغا سید لیاقت علی: ہم ہر اس مظلوم لوگوں کا جن لوگوں پر ظلم ہوا ہے۔ جو قتل ہوئے ہیں۔ یا جو کچھ ہوا ہے ان کا بالکل احترام کرتے ہیں، ان کے ساتھ صحیح بات ہونی چاہیے۔ لیکن، ہم ہر اس دھرنے میں جہاں ملک کی خلاف بات ہو، وہ جہاں ملک کے کسی ادارے پر حرف آئے، پشتو انخواہی عوامی پارٹی اُس کو condemn کرتی ہے۔ نہ ان لوگوں کا ساتھ دیتی ہے نہ ان کا ساتھ دے گی، یہ ہمارا موقف ہے۔

میڈم اسپیکر: جی بالکل ٹھیک۔ ہمارے تمام اراکین اسمبلی جو ہیں۔ جی حامد صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! ایک منٹ request یہ ہے کہ بھی صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ ہماری بات نہیں مانتے۔ بیشک وہ دکھی ہیں۔ ان کے بچے مرے ہیں۔ ایک دفعہ پھر اگر چلے جائیں۔

میڈم اسپیکر: جی جائیں گے میں بھی یہی کر رہی ہوں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: دوسری بات یہ ہے کہ پشتو انخواہی عوامی پارٹی، ظلم جس نے بھی کیا ہو، جتنا بھی طاقتور ہو، جتنا بھی سراونچا کر کے چلے، پاکستان کے خلاف کوئی ایسی بات پر اجازت ہم نہیں دینے گے۔

میڈم اسپیکر: جی بہت اچھی بات ہے بالکل۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: لیکن اگر ایسی بات ہے کہ ظلم بھی کریں، جی فلاں کا نام مت لو، یہ سفید گائے کا نام ابھی ہر کوئی لے گا۔ Nobody will stay quiet..

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: ابھی کل میں نے اس House میں کہا کہ 50 گاڑیوں کے ساتھ چار سدھے چلا جاتا ہے وہ چیف جسٹس۔ اور سیاست، اسمبلیوں اور institutes تفصیک کے لیے کہ بھئی مت دو انکوسیکورٹی۔ کس اختیار سے کس قلم سے؟

میڈم اسپیکر: آپ کا پوانت آ گیا thank you.

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: ہم request کرتے ہیں کہ ہر ادارہ اپنے دائرے میں رہتے ہوئے پاکستان کی آئین کی وفاداری کا حلف لیا ہے۔ اُس کی وفاداری کریں۔ جو نہیں کریگا، ہم اگر کچھ کرنہیں سکتے ہیں، لیکن اپنی زبان کھولیں گے۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے جی۔ یقیناً ہم سب پاکستانی ہیں اور ہم سب کا وہ درد ہے۔ لیکن مختلف اس طرح کے incidents ہوتے ہیں۔ اور ہم سب کے جو جذبات ہیں اور جو ایک ہمدردی ہے ایک خلوص ہے وہ ہمارے شہداء اور ان کی families کے ساتھ ہے۔ یقیناً ان کا دردو توہی سمجھ سکتے ہیں جن کی گھر سے لاشیں جاتی ہیں، لیکن ہم بھی اسی society کا حصہ ہیں۔ ہم بھی اُن کے ساتھ ہیں۔ میں یہ کمیٹی بناتی ہوں۔ چونکہ یہ point اٹھ چکا ہے اس میں ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک اپنی کوشش ضرور کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی اس کا کہا ہے۔ ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب آپ ضرور اس کمیٹی کا ممبر بن جائیں کیونکہ آ غالیقت صاحب جارہے ہیں۔ تو آپ بن جائیں اور یہ کمیٹی آج ہی مل لیں تاکہ اُن کی جو بھوک ہڑتاں ہے اور وہ دوسری چیزیں ہیں اُن کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے اور اُن کو بھی اس پر لا جائیں کہ آپ جو بھی حالات ہیں اُس کے تحت چیزوں کو آگے بڑھائیں۔ جب صحیح چیزیں جو ہیں وہ ہماری ہاتھ میں نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن ہم اُس کو حل کرنے کی پوری نیک نیت سے کوشش کرتے ہیں۔ بس ٹھیک ہے آپ نہیں بننیں گے تو آپ بیٹھ جائیں۔ بس سمجھ گئے آپ نہیں بننا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ آپ کی بات آگئی ڈاکٹر صاحب! آپ بار بار ایک بات دوہراتے ہیں۔ آپ کی بات آگئی ہے

وزیر داخلہ و قبائلی امور: یا تو خود آئیں یا اپنی پارٹی سے کسی کو بھیجیں۔

میڈم اسپیکر: جی نواب ایاز جو گیزئی صاحب یہ نام آپ نے دے دیا نا۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور: جی نواب صاحب اگر agree کر لیں۔

میڈم اسپیکر: جی نواب صاحب agreed ہیں انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! اُن کا آگیا نا۔ ایک بات کو بار بار دوہرا رہے ہیں مناسب نہیں ہے۔ جی۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: میڈم اسپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ میں خود دھرنے پر بیٹھا ہوں

اور اسی clarification کے ساتھ آکے بیٹھا ہوں۔ ایک دفعہ ہمارا خون بھایا جائے۔ پچھلے 20 سالوں میں لاشیں اٹھا اٹھا کے اپنی نسل کشی اپنے سامنے دیکھ کر اپنے بچوں کی لاشیں اٹھا اٹھا کر، انکے مغز بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اٹھایا ہوا ہے۔ over the years یہ ساری چیزیں ایک طرف اور پھر اور پر سے ہمارے اوپر لا کے ایک اور چیز تھوپ دی جائے۔ کہ آپ پاکستانی نہیں ہیں۔ آپ پاکستان کے خلاف ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے ابھی یہ آپ کی اپتیج آئے گی۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: نہیں وہ آئیگی میں یہ clear کرنا چاہ رہا ہوں کہ میں خود دھرنے پر بیٹھا ہوں۔ میں جا کے اپنی بہن کو کیسے کہوں کہ آپ اٹھ جائیے۔ یہ مناقبت کی حد نہیں ہو گی کہ میں خود دھرنے پر بیٹھا ہوں اور ان کو جا کے کہوں کہ آپ اٹھ جائیں؟

میڈم اسپیکر: نہیں ٹھیک ہے۔ آپ کا point صحیح ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس کو تجویز نہیں رہے ہیں۔ بہر حال یہ اس پر اتنی controversial گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں تھی دیسے۔ مورخہ 27 اپریل 2018ء کی اسمبلی۔

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: میں پہلے یہ دوں، کیونکہ کافی وہ ہے اس میں درمیان میں میں آپ کو موقع دے دوں گی بعد میں بحث ہو جائے۔ دیکھیں آپ لوگ اسی طرح کرتے ہیں اور دنیز کی خلاف وزی آپ لوگ خود کرتے ہیں۔ وہ تو اس لیے تھا کہ انہوں نے مجھے پیغام بھیجا کہ چونکہ اسی حوالے سے ہے اس لیے میں نے ان کا جائز دیدی۔ ابھی بحث کے بعد بیٹھے ہیں ہم لوگ آپ لوگ بحث میں حصہ نہیں لیں گے کیا؟ دیکھیں یہ ایک بحث شروع ہو جاتی ہے۔ آپ اپنی تقریر میں کر لیجئے گا، آپ اپنی تقریر میں ضرور اس کا حوالہ دے دیجئے گا۔ جی۔

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: میڈم اسپیکر! میں اس رپورٹ کے حوالے سے صرف ایک بات کہنا چاہوں گی جو یہاں approval ملی ہے اس کے حوالے سے اگر آپ مجھے ایک منٹ دیں گی۔ میں conclude کروں گی۔ اگر میں ابھی نہیں کرسکی تو میڈم اسپیکر! وہ بالکل نہیں ہو گا۔

میڈم اسپیکر: کس کے بارے میں آپ بات کر رہی ہیں یا سمین صاحب!

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: بجٹ بن رہا ہے جو رپورٹ آج منظور ہوئی ہے جنگلات و جنگلی حیات کے حوالے سے۔ اس میں جو ممبران ہیں یہاں سرفراز بھائی بیٹھے ہوئے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے۔ میں یہ request کروں گی۔ کہ بجٹ میں جو سب سے least budgeting ہم جنگلات و جنگلی حیات کو دیتے تھے آپ سے request ہے ایک تو آپ اس کو دیکھیں۔ ہم sufficient budgeting کریں اور ساتھ میں منشہ صاحب

بیٹھے ہوئے ہیں ڈیپارٹمنٹ کی efficiency کو اگر بڑھیں تو میں سمجھتی ہوں کہ جنگلات و جنگلی حیات محفوظ رہیں گے۔ تو ہم زندہ رہیں گے otherwise میرا خیال میں یہ بہت زیادہ ہمارے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔ میڈم اسپیکر! ایک بہت اہم بات کہ ہمارا جو قوانین ہیں جنگلات اور اس کے حوالے سے وہ انگریز کے دور کے قوانین ہیں۔ جس میں کہ آپ یقین کریں کہ آپ کو حیرانی ہو گی۔ جو سزا ہے ایک درخت کاٹنے کی وہ 50 روپے، اب آج کے دور میں مطلب ہے کہ بخوبی لوگ جا کر کے درخت کاٹیں گے۔ تو ہم نے اسٹینڈنگ کمیٹی نے اور ڈیپارٹمنٹ نے اس پر کام کر کے Act ہم نے بنایا ہے kindly coming cabinet کی میٹنگ ہو گی امیں اگر آپ اس Act کو منظور کریں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ بڑا احسان ہو گا بلوچستان پر۔

میڈم اسپیکر: اس میں ایک آغا صاحب کیونکہ ان کی رپورٹ اس پتھی اور پچھلے دونوں کچھ خبر بھی گونج رہی تھی کہ جی اسمبلی سے کوئی ایڈمن بلاک کیلئے جو بن رہا ہے اُس کیلئے کوئی تیس درخت کاٹے جا رہے ہیں۔ ایسا کوئی کچھ نہیں کہ کاٹے جا رہے ہیں۔ میں خود environment friendly بہت زیادہ ہوں۔ میں اسٹوڈنٹ رہی ہوں۔ ان درختوں کو دوسرا جگہ شفت کرنے کی بات تھی۔ یہ میں کلیئر کروں اسمبلی میں بھی۔ اور اس کے اوپر آئندہ مزید کوئی ایسی چیز نہ آئے بار بار اس طرح کی سو شل میڈیا پر بڑی غلط قسم کی رپورٹنگ ہوتی ہے۔ مجھے تو بڑا افسوس ہے کہ بغیر کسی کو سُنے کی طرفہ ایک طرح کی رپورٹنگ دے دی جاتی ہے جو کہ اُس پتھی میں سمجھتی ہوں اس طرح کی سو شل میڈیا پر جس قسم کے بھی لوگ اس طرح کی خبریں دے رہے ہیں ان کے خلاف بھی سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہیے۔ مختلف محکموں کے خلاف دے دیتے ہیں۔ اسمبلی کے خلاف دے دیتے ہیں۔ یہ جانے بغیر کہ fact کیا ہے۔ وہ درخت آغا صاحب آپ سے بھی بات ہوئی تھی وہ درخت جو ہیں اُس کو شفت کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ محکمہ جنگلات ایک تو ایسی میشین خرید لے کہ اُس کو شفت کیا جائے۔ ہم بڑے ایک محبت کرنے والے ماحولیات سے ہیں۔ آپ اس پر بتائیں کہ کیا ایسی چیز ہے کہ جو کیوں نہیں آپ ایک میشین وہ نہیں آچکی ہے کہ پورے بلوچستان میں درخت شفت کرنے کی میشین ہی نہیں ہے اس پر تو بڑا مجھے ہو رہا ہے۔ جی آپ بتائیں سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: شکریہ میڈم اسپیکر! یہ پہلے بھی یا سمیں بی بی بولی اور ہم نے بھی گزارش کی کہ یہ جنگل اور جنگلی حیات، یہ ہماری زندگیاں ہیں دونوں تو اسکے لئے ہمیں جس حد تک جانا پڑے ہم جانے کو تیار ہیں۔ دوسرا بات جو آپ نے burning issue اٹھایا ہے۔ یہ جو ایک سو شل میڈیا بنا ہے۔ اب وہ چاہے جس کی پگڑی اچھال دے پتا نہیں وہ کہاں سے اتنا پاؤ فل ہو گیا۔ اب 20 یا 22 درخت ہیں جو آپ کے domain

میں آرہے ہیں یہاں پہنچی چاہتے کہ مزید درخت لگائے جائیں۔ اُس کو ایک ایسا عجیب issue بنایا ہوا ہے سوچل میڈیا ہم حیران ہو رہے ہیں۔ پتا نہیں ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم کہ میڈم اسپیکر! جو ہیں ناپتا نہیں اسمیں کروڑوں روپے اربوں روپے کھا گئے۔ With due apology پتا نہیں کیا کیا کر پشنا ہوئی ہے اور پتا نہیں دُنیا اُٹ گئی۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ہم گزارش کرنے گے چیف منٹر صاحب سے کہ آج جدید دور ہے، ہم درختوں پر چڑھتے تھے، یہ توڑنے کے لئے، ہاتھوں میں کانٹے لگ جاتے تھے۔ پاؤں زخم ہو جاتے تھے، یہ توڑتے تھے۔ آج جدید مشین آئی ہے۔ اُس کو پکڑ کر ہلاتی ہے اور خود ہی چھتری بنالیتی ہے یہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی طریقے درخت پہلے جیسے یا سمیں کہہ رہی ہیں۔ کہ انہوں نے پچاس روپے، بیس روپے اور وہ جو چھانک میں دے دیتے تھے۔ دو روپے بیل کا کسی کی چراہگاہ سے۔ اب جدید دور ہے جدید مشینی آئی ہے ہر قسم کی مشینی آئی ہے۔ تو میری سی ایم سے گزارش ہو گی کہ یہ اُن کا ایک احسان عظیم ہو گا۔ سی ایم صاحب میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں تھوڑی سی توجہ سے سُن لیں۔ ہمارے پاس دیے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ خشکا ہے۔ 52%, 53% پاکستان کی زمین ہمارے پاس ہے لیکن باقی کچھ نہیں چند درخت ہیں ہمارے پاس۔ تو اُن کو تحفظ دینے کیلئے یہ ایک آپ کے premises کا مسئلہ نہیں ہے۔ بہت ساری جگہوں پہ روڑ کو توسعہ کر رہے ہیں انہوں نے حکم کیا ہوا ہے۔ رات میں ادھر سے واپس آیا تو ہر جگہ کام ہو رہا تھا۔ ان کو میں شاباشی دیتا ہوں مبارکباد دیتا ہوں شہر کے لئے۔ گزارش یہ ہے کہ اتنی costly بھی نہیں ہو گی۔ زیادہ سے زیادہ 30 million اس سے زیادہ cost نہیں کر سکتی یہ مشین۔ یہ گفت کریں سی ایم صاحب کی طرف سے گفت چلا جائے محکم جنگلات کو۔ یہ اُس کے پاس ستم ہے وہ بالکل اُس کی roots سے لے کے اکھاڑتی ہے مشین۔ خود ہی carry کرتی ہے۔ پہلے وہاں جا کے کھڑا گاتی ہے۔ وہ درخت وہاں شفت ہو جاتا ہے۔ سعودی میں میں نے درختوں درخت پورے باغ دیکھے ایسے شفت ہوتے ہوئے۔ تو میں سی ایم سے گزارش کروں گا کہ بلوچستان کو ایک گفت کر کے ان کے بیس پچیس دن بچتے ہیں یہ احسان عظیم ہو گا، ایک بہت بڑا تخفہ ہو گا بلوچستان کے جنگلات اور جنگلی حیات کیلئے کہ یہ مشین گفت کرنے کا announce کر دیں۔ بہت بہت شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: جی سردار اختر مینگل صاحب۔

سردار محمد اختر جان مینگل: میڈم اسپیکر! جب ہم جنگل اور جنگلی حیات کی بات کرتے ہیں اور اس ایوان میں، حقیقت مجھے نہیں آتی ہے۔ ہمارے بلوچستان میں دونیشنل پارک ہیں، اب تین ہو گئے ہیں۔ ایک ہنگول، چلتی اور زیارت۔ اسی ایوان نے پانچ منٹ میں آپکے ہنگول نیشنل پارک کی 16 ہزار ایکڑ اسپارکو الٹ نہیں کی تھی؟

(ڈیک بجائے گئے) وہاں جنگل نہیں تھا؟ وہاں جنگلی حیات نہیں تھے؟ چلتا نیشنل پارک جس کے اردو گرد بڑے آپ نے کرش پلانٹ جو لگائے گئے تھے کیا اُس سے جنگلی حیات متاثر نہیں ہو رہے ہیں؟ آپ کے کوئی کسی آبادی آج ان کرش پلانٹوں کی وجہ سے جوئی بی کے مرض میں بنتا ہے۔ وہ کوئی جو دنیا سے ملک سے بُلی بی کے مریض سینوریم میں آکے رہتے تھے آج یہاں سے بُلی بی کے مریض ملک کے دوسرا علاقوں میں جاتے ہیں۔ تو ہم کس جنگلی حیات کی بات کرتے ہیں؟ اس ایوان نے 16 ہزار ایکڑ "اسپارکو" کو دیئے۔ کیا وہاں جنگل قائم کئے جائیں گے؟ کیا وہاں جنگلی افزائش کیلئے 200 قائم کئے جائیں گے۔ لانچنگ پیدا ہو گا۔ اور جنگلی حیات جو ایک انسان کی گفتگو کو برداشت نہیں کر سکتا، جب آپ میراں کالا چنگ پیدا ہاں استعمال کریں گے وہ جنگل کہاں رہے گا؟ وہ جنگلی حیات کیا رہیں گے؟ تو ہم ان باتوں کو کریں جن پر ہم خود عمل کرتے ہیں۔ ہم کیوں دوسرے کو اپنے آپ پر مذاق کیلئے ایک پینڈورا بکس کھولنا چاہتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی سی ایم صاحب۔

قائد ایوان: شکر یہ میڈم! یہ اتفاقی ایک بہت alarming situation تھا جب ہم نے سریاب روڈ کا افتتاح کیا وہاں ڈگری کا لج اور مختلف جگہوں پر سو سال پرانے درخت بھی تھے تو پلانٹ یہ تھا کہ ان کو کاٹنا ہے۔ میں نے کہا کہ ان کو کاٹنیں نہیں ان کو نکال کر دوسرا جگہ شفت کریں۔ تو پتا چلا ہمارے پاس اس طرح کی کوئی مشین نہیں ہے کہ ہم یہ کریں۔ میں نے کہا کہ دُنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے ہمارے پاس یہ درخت شفت کرنے والی مشین نہیں ہے۔ تو بہر حال ان کیلئے تو ہم نے پنجاب سے دو مشین منگوائی تاکہ روڈ کے سائیڈ جتنے ہمارے قیمتی درخت ہیں جو سو سال پرانے یا پچاس سال پرانے ہیں ان کو تو فوری طور پر بچانے کیلئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ پنجاب سے مشینیں لا کیں۔ وہ انہوں نے میرے خیال میں باہر سے کرائے پر لئے ہیں وہ ہم لے رہے ہیں۔ اور اسی ظاہم میں نے issue directive کر دیا تقریباً دس دن یا پندرہ دن پہلے جب ہم نے افتتاح کیا نئی مشینیں خریداری کیلئے محکمہ جنگلات کو تو وہ نے already کر لیا۔ لیکن یہ ہمیں پہنچ نہیں ہے لیکن پُرانوں نے کبھی اس چیز کو نہیں کیا جتنے درخت یہاں پڑھے اُن کو کاٹے کر پھینک دیتے تھے۔ اور میرے خیال میں کتنے درخت ہمارا سیکرٹریٹ روڈ ہے کتنے قیمتی درخت ہیں یہ بھی اس طرح کاٹے کے، ان کا بھی پروگرام یہی تھا کہ ان کو بھی کاٹ کر ختم کریں گے۔ پھر ہم نے فیصلہ کیا کہ ان کو کاٹنا نہیں ہے یہاں سے نکال کر دوسرا جگہ پلگادیں۔ ان کے لئے مشین ہم نے بھیج دیا ہے۔

میڈم اسپیکر: یہ اسمبلی کا جو تھا اس میں سردار صاحب نے جیسے پوابست آؤٹ کیا، سی ایم صاحب! میں جیران

ہوں جب یہ پروگرام شروع ہوا تھا۔ اس میں یہی تھا کہ انہیں کاٹا جائے گا۔ میں نے کہا کہ اسے کامیں گے نہیں کسی صورت کاٹنے نہیں دوں گی۔ تو اس میں پھر یہی مسئلہ آیا سامنے کیونکہ ہم تو اپنے اسمبلی اجلاس میں مصروف ہوتے ہیں اور اسمبلی کے جتنے بھی ڈولپمنٹ و رکس ہیں۔ آپ کو بتا ہے کہ وہ اسمبلی کی ڈولپمنٹ گورنمنٹ آف بلوچستان کرتی ہے۔ جس میں C&W ڈیپارٹمنٹ ہوتا ہے۔ تو وہ اُن کا اپنا سسٹم ہے جو جل رہے ہوتے ہیں۔ میں صرف آپ سے request کروں گی کہ آپ ان درختوں کیلئے بھی وہ مشین ہمیں بھی provide کروادیں۔

قائد ایوان: میرے خیال میں دو مشینیں مکمل جنگلات کے لئے خرید رہے ہیں۔ جدھر بھی بلوچستان میں ضرورت ہو گی اُسی کو استعمال کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: تو کب تک سی ایم صاحب خریدیں گے؟

قائد ایوان: یہ اُن کا بھی ہے۔ وہ SDI سے ہم نے کئے ہیں۔ SDI کوڑ میں آپ کو بتا ہے وہ بند ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں تو پھر یہ جو مشین آپ نے منگوائی تھی وہ واپس چل گئی ہے؟

قائد ایوان: نہیں نہیں، وہ ابھی آرہے ہیں۔ وہ آرہے ہیں وہ سریاب روڈ پر۔ وہ اُس کو ہم بھیج دیں گے۔

میڈم اسپیکر: ہم اُس وقت تک اس کو بالکل نہیں چھیڑیں گے۔ جب تک کہ یہ مشینیں آ کر انکوشافت نہ کروادیں۔
قائد ایوان: ہا۔

میڈم اسپیکر: thank you CM very nice! صاحب! میرے خیال میں اس طرح کی چیزوں کو بڑا serious دیکھنا چاہیے۔ اسمبلی کی بے عزتی کی کسی کو اجازت نہیں دوں گی۔ کہ جس کا جو بھی دل میں آئے وہ لکھے اور لکھتا ہی چلا جائے۔ بغیر اس حقیقت کو جانے بغیر۔ تو آج حقیقت آپ لوگوں کے سامنے آگئی ہے۔ یہ بڑا ہمارے لئے محترم فورم ہے۔ میں تو کہوں گی کہ اسمبلی کوچا ہیے کہ تو ہیں اسمبلی کے لئے بھی آپ لوگ جو سب سے زیادہ جیسے ڈاکٹر حامد صاحب نے بھی کہا۔ سرفراز بگٹی صاحب نے بھی کہا۔ سردار صاحب نے بھی کہا۔ اور مختلف موقعوں پر مختلف ممبرز یہ کہتے رہے ہیں اس طرح نہیں ہونا چاہیے کہ جس کا دل چاہے آئے اور سب سے زیادہ جو معتبر سوسائٹی کا حصہ ہے۔ وہ آج politician کو بنادیا گیا اور اسمبلی ممبران کو بنادیا گیا ہے۔ اس پر ضرور ہونی چاہیے۔ تاکہ ہمیں بھی اپنی بات کرنے کا آگے موقع فراہم کیا جائے۔ ابھی پوائنٹ آف آرڈر مولانا صاحب لئے نہیں رہی یہ بات درمیان آگئی۔

مورخہ 27 اپریل 2018ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ مشترکہ تحریک التوانیم بر 4 پر بحیثیت مجموعی عام بحث

جو کہ دو گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ جو تحریک التواحتی وہ عبدالرحیم زیارت وال کی تھی mover اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہے اور ان کی جو تھی مختلف اضلاع میں باغات اور دیگر فصلات جو مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھیں، اُس حوالے سے تھی۔ ڈیفرتو نہیں ہو سکتی۔ چونکہ mover نہیں ہے۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی: مختصرًا اگر ہم کچھ بحث کر لیں؟

میدم اسپیکر: زمرک خان صاحب! بحث اس لئے نہیں کر سکتے کہ دوسری تحریک التوا منظور ہو چکی ہے۔ ابھی اُس پر بحث ہوگی۔ اور چونکہ اس پر mover نہیں ہے۔ mover کا ہونا ضروری ہے۔ جی ہسن بانو صاحبہ۔

محترمہ ہسن بانو رخشانی: میدم صاحبہ! اُس دن کی جو تحریک التوا وہ دونوں same to same ایک

جیسی ہیں۔

میدم اسپیکر: نہیں نہیں آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ وہ ہے باغات کے حوالے سے اور جتنی بھی فصلات تباہ ہوئی ہیں، اُس کے حوالے سے وہ والی نہیں وہ 24 والی دیسے ہی ڈیفرتو ہو گئی کیونکہ کورم ٹوٹ گیا تھا اُس وقت۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی: اُسی دن mover نے اُس پر بات کی تھی۔

میدم اسپیکر: ٹھیک ہے اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔ جی زمرک خان اچھزئی صاحب! آپ start کریں۔

انجینئر زمرک خان اچھزئی: میدم اسپیکر! اس پر مختصرًا میں اتنا کہوں گا کہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یا آج کی بات نہیں ہے کہ آج سے اس میں ژالہ باری ہوئی ہے۔ یا باش ہوئی ہے ہماری تباہی ہوئی ہے۔ یہ میرے خیال سے جب سیزین آتا ہے تو سیزین میں یہ بارشیں ہوتی رہتی ہیں۔ پچھلے سال بھی بہت بارشیں ہوئیں ہمارے قلعہ عبداللہ میں بہت زیادہ تباہی ہوئی یہاں تک لوگوں کے مکانات بھی گر گئے لوگ بے گھر ہو گئے۔ اور جھونپڑیوں میں لوگ رہنے لگے۔ یہاں سے امداد بھی جانے لگی۔ میں اتنا کہتا ہوں اس میں جو ضلع شامل ہوئے ہیں۔ قلعہ عبداللہ، زیارت اور قلعہ سیف اللہ بھی ہیں۔ اس میں ڈی سی صاحب سے کمشٹر صاحب سے ایک روپرٹ منگولیں اور اُس روپرٹ کی بنیاد پر کیکھ لیں کہ کتنی تباہی ہوئی ہے۔ اور کن کن لوگوں کو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو پچھلے سال کی طرح میدم اسپیکر! میں آپ کو صحیح کہہ رہا ہوں پچھلے سال میں نے قلعہ عبداللہ کے بارے میں بات کی اپنے حلقة کے بارے میں بات کی۔ میں نے کہا کہ وہاں لوگوں کو راشن دینا چاہیے وہاں ٹینٹ دینا چاہیے۔ PDMA منسٹر سرفراز صاحب تو ہے نہیں۔ اگر وہ ہوتے میں اُن بتا دیتا کہ میں خود وہاں کے ڈائریکٹر PDMA کو request کی کہ آپ جا کے سروے کریں اور اُن لوگوں کی تفصیل لے آئیں جو لوگ تباہی سے دوچار ہوئے ہیں۔ یہاں سے پچاس ٹرک چلے

گئے اور ایک ہی تحصیل میں تقسیم ہوئے۔ کچھ تقسیم ہو گئے کچھ ان کو ملے گئے۔ شاید آپ کو بات سمجھ آ رہی ہے یا نہیں آ رہی ہے۔ میرا مقصد یہی ہے کہ پھر اُسی طرح نہ ہو چیف منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر آپ لوگوں نے سروے کرنے ہے جو متأثرین ہیں ان کو کچھ دینا ہے۔ ان کو ٹینٹ دینے ہیں ان کو راشن دینا ہے۔ ایسا نہ ہو پھر ایک آدمی کے کہنے پر ایک ہی تحصیل میں وہ جا کے اُدھری خالی ہو جائے۔ اور وہ ٹینٹ اور راشن ان کو مل نہیں جائیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ انکو آفت زدہ قرار دیا جائے۔ جہاں پر تباہی ہوئی ہے۔ جہاں پر فصلات تباہ ہوئے ہیں۔ ہمارے زمیندار اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ ہمارے زمینداروں کا یہ ہے کہ میں نے چیف منستر سے چار پانچ دفعہ کہا کہ زمیندار ایکشن کمیٹی کو نائم دیدیں۔ ان سے بات کریں ہمارے یہی اضلاع ہیں جن میں زراعت نقش گئی ہے قلات ہے پشین، قلعہ عبداللہ، قلعہ سیف اللہ یا زیارت میں کچھ ہوتا ہے۔ لیکن پانی کا لیوں بھی چلا گیا۔ ختم ہو گیا پانی نہیں مل رہا ہے۔ باغات نہیں نقش رہے ہیں تباہی سے ہمارے سارے زمیندار دوچار ہیں لیکن اس بنیاد پر بھی کچھ نہیں ہوا ہے گورنمنٹ نے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے ہیں۔ فیڈرل گورنمنٹ سے ہماری جو سبستی تھی اس کو بھی ختم کر دیا گیا ہے اور اگر ہوا ہے وہ بھی اتنی دری سے زمیندار کو انہیں نہ ملے کی مترادف ہے۔ اس سے تو سب سے زیادہ نقصان جو ہے زمیندار کو ہوا ہے۔ ہمارے قلعہ عبداللہ میں ٹولی زمیندار کے 80% سے 90% جو ہیں لوگ زمینداری پر اپنا گزارہ کرتے ہیں کبھی کچھ ملتا ہے نہیں ملتا ہے سارا سال وہ پانی ہوتا نہیں ہے جز بیڑ چلاتے ہیں بھلی ہوتی نہیں ہے۔ بھلی تین گھنٹے یا چار گھنٹے ملتی ہے وہ بھی پتہ نہیں تین دن میں چار دن میں اگر مل جائے تو ٹھیک ہے غنیمت ہے ورنہ وہ بھی غائب رہتی ہے۔ واپڈا کا کوئی حال واحوال کوئی پوچھنے والا ہے نہیں۔ یہاں پچاپس دفعہ ہم نے قرارداد پیش کی۔ اس کے خلاف ہم نے باتیں کیں کہ بلا کویکو کے چیف کو جب سیزنا آتا ہے ان کی بھلی غائب ہوتی ہے۔ ٹھیک ہے ہم سمجھتے ہیں لیکن اگر آپ کہتے ہو کہ بھلی زیادہ ملنے سے پانی ختم ہو جائیگا تو ہم کریں گے کیا۔ یہ لوگ جو آپ کے ان کے سبزی جات ہیں یا ان کے باغات جو کھڑے ہیں ان کو کہاں سے پانی ملے گا۔ ہمارے پاس نہ تو کوئی ڈیم ہے نہ کوئی ڈیم میں پانی جمع ہوتا ہے جب بارشیں ہوتی ہیں وہ پانی بھی چلا جاتا ہے اور ڈیم ہم اس بنیاد پر بناتے ہیں جب وہ up-silt ہو جاتا ہے وہ پرانی مٹی جمع ہوتی ہے وہ پانی جب جزب نہیں ہوتا ہے تو زمین کو فائدہ نہیں پہنچتا ہے وہاں کالیوں اور نہیں آتا ہے۔ تو اس بنیاد پر میں میڈم اسپیکر! میں آپ سے کہتا ہوں آپ ڈیم سی یا کمشنر سے کم از کم رپورٹ منگوالیں۔ جہاں زیادہ تباہی ہوئی ہے۔ وہ گورنمنٹ کے منستر کو دیدیں کہ اگر ان کی کوئی امداد کر سکتے ہیں صوبائی حکومت ابھی تو صوبائی حکومت کا نائم بھی بہت کم ہے پچیس دن یا ایک مہینہ دن تقریباً رہ گئے ہیں اس 28 دن میں ہم کیا کر سکتے ہیں ان کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں پھر بھی اگر ایک پالیسی بن جائے اس حوالے سے کہ ہم

پانی کیلئے کیا کر سکتے ہیں ہم زمینداروں کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں ہم وہاں جو متأثرین ہیں ان کو کیا دے سکتے ہیں گورنمنٹ ان کو کیا دے سکتی ہے؟ اور اس کی وہ گورنمنٹ کے کہنے پر نہیں، ایک منظر کے کہنے پر نہیں ایک اس ممبر کے جو اس وقت گورنمنٹ کا حصے تھے اس کے کہنے پر نہیں as a whole facilitate کرنا چاہیے کہ جو آج ان پر ژالہ باری ہوئی ان سے ان کا ٹوٹل نصل تباہ ہوا اور ان کے فصل کے بارے میں کوئی سوچھنا چاہے۔ میری یہی بات ہے۔ شکریہ۔

(اس مرحلہ میں محترمہ یا سین اپریل، جیسٹر پرسن نے اجلاس کی صدارت کی)

میڈم چیئرپرسن: شکریہ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزائی: شکریہ آپ کا کہاں نے بولنے کا موقع دیا۔ یہ جو نقصانات ہوئے ہیں یہ جو لوگ suffer کر گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں سرمنڈواتے ہی اوے پڑے۔ یہاں میں پچھیں سال کی خنک سالی قحط پانی کا نہ ہونا پانی ہم ڈیپنڈنٹ ہے زیر میں پانی دن بدن نیچے چلا جا رہا ہے اور ہم اس کے پیچے پڑے ہیں۔ جب ہماری ایکروکانومی ہے، 80% زیر میں پانی پر dependent ہیں تو ہمیں بھل رہی ہے کوئی تین چار، پانچ گھنٹے یہ تو ہو گئے کیا زمینداری ہوئی ہوگی ہر ایک نے ذاتی اپنی ذاتی کاوش، گورنمنٹ کا اس میں کوئی assistance نہیں ہے۔ دنیا جہاں میں یہ رواج ہے یہ قانون ہے کہ جب بھی climate آتی ہے اوسوں پر عوام پر زمینداروں پر تقطیع کی وجہ سے آتی ہے یا طوفان کی وجہ سے آتی ہے تو گورنمنٹ خود اس کا نوٹس لیتی ہے ہم نہیں کہہ رہے ہیں چونکہ گورنمنٹ کا کم ہونایا زیادہ ہمیں کیلئے ہونایا ٹھیک ہے کہ جمہوری روایات ہوتی ہیں فوجی درمیان میں گود پڑے۔ وہ سلسلہ فارغ ہو جاتا ہے ابھی اٹھارویں ترمیم کے بعد یہ پاکستان کی تباہی کا منظر ہو گا اگر فوجی اس میں مداخلت کریں گے۔ ابھی جو بھی جمہوری حکومت جو بھی پالیسی بنائیں next government will have to follow that. وہ اس پر عمل کرانا ہو گا یہ تو ہمیں ڈر ہے کہ چونکہ وہ کہ جی گورنمنٹ گئی تو اس میں وہ پڑھ جائیگا۔ جمہوری گورنمنٹ میں یہ نہیں ہوا کرتا۔ جمہوری گورنمنٹ میں جو پالیسی بنتی ہے ابھی یہ اس کیلئے ماہرین چاہیے جو بھی انہوں نے mention کیے ہیں یہاں مہتر زیٰ ہے زیارت ہے قلات ہے تو بہاچکزائی ہے اور ایسے جگہیں جہاں برفباری ہوئی ہے۔ برفباری اس وقت ہوئی، برفباری ہمارے لئے وہ کہتے ہیں پچے کی پیدائش پر ہم بڑے خوش ہوتے ہیں کہ برفباری ہو لیکن unfortunately یہ جو برفباری ہوئی ہے spring میں ہوئی ہے۔ میں آپ کے تمام ایکلیکچرل کے پھول اور پھل کے بعد وہ جو کچھ میوہ ہوتا ہے، وہ bloom پر تھے۔ برفباری ہونے کے بعد وہ

برف اس پر جمگئی، تو وہ جومیوہ ہے جو فروٹ ہے وہ جو پھول ہیں اُن کو نقصان پہنچایا وہ میوہ دینے کے قابل نہیں رہے۔ یہ نہیں ہے کہ بھائی سیالاب آ گیا اور گاؤں کے گاؤں بہا کے لے گیا۔ اور ہوا آ گئی فلاں کیا، یہ اس لیول کی تباہی ہے کہ ان باغات کو جہاں بر فباری ہوئی ہے ان باغات کو بالکل zero کر دیا۔ وہ زمیندار جنہوں نے اپنے پورے سال کی کمائی میں پھر repeat کرتا ہوں گو رہنمائی کا اس میں کوئی assistance نہیں ہے۔ اپنے تمام قسم کی کوششوں اور ادھار لے کے بینک سے لے کے قرض مانگ کے وہ کیا اُس پر تباہی۔ تو یہ اس کو collect کرنے کیلئے ایگر لیکچرل ڈیپارٹمنٹ کے ماہرین مل کے، سول بیورو کریمی کے ساتھ، بینک وہ کمشنر ہوڑی سی ہوا پہنچ زمینداروں کے ساتھ، وزیر اعلیٰ کی توجہ چاہیے، چیف منسٹر منگوالیں۔ متعلقہ ضلعوں سے زمینداروں کو ان سے تجویز لیں۔ ایگر لیکچرل والے بھی ساتھ ہوں بیورو کریمی ساتھ ہو ان کا مطالعہ ہو اور ان کے نقصان کے مطابق ان کا ازالہ ہو۔ ایسی کوئی وہ نہیں ہے کہ ابھی ہم ڈیم بنا سکیں گے، لیوں اور آریگا، یہ تو ہماری ضروریات ہیں اس پر ہم بولتے ہی رہتے ہیں اور بولتے رہیں گے۔ میں اپنے آپ کو کپائن کروں گا صرف اس نقصان کیلئے کہ جہاں بھی بر فباری نے نقصان کیا ہے اُس کی معلومات کی جائے پھر ماہرین سے اُس نقصان کا اندازہ کیا جائے، پھر اُس کا ازالہ کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم چیئرپرسن: پرانش آپ کا آ گیا، شکریہ۔ جی گو رہنمائی کی طرف سے اگر اس پر۔ جی سردار صاحب۔

سردار محمد اختر جان مینگل: میرے خیال میں یہ کسی ایک مخصوص علاقے میں نارتھ یا ساؤتھ کی طرف اکثر بلوچستان کی وہ سردار عاقوں میں وہاں زرعی حوالے سے نقصانات ہوئے ہیں جس طرح کہ ساتھیوں نے فرمایا ہمارے پشتون علاقے میں، قلات، منگر، سوراب کے علاقے میں تمام اسی طرح کے نقصانات ہوئے ہیں تو میرے خیال میں مخصوص کرنے کی بجائے تمام ڈسٹرکٹ ایڈمنیسٹریشن کو یہ ہدایت کی جائے کہ جہاں جہاں بھی اس موسم کی تبدیلی کیوجہ سے نقصانات ہوئے ہیں اُن کا ازالہ کیا جائے ان کی روپٹ ٹھیکی جائے۔ دوسرا اہم بات میڈم! جب ہم قرارداد یہ پیش کرتے ہیں اس طرح کے آفت، یہاں بلوچستان میں مختلف آفتیں آتی ہیں ایک تو قدرتی آفت ہے ایک سرکاری آفت ہے اور ایک ڈسٹرکٹ کی آفت ہے۔ اور یہ تینوں کے تینوں کے جو ہیں اس وقت بلوچستان میں انہوں نے پنج اپنے جمائے ہوئے ہیں۔ اب جو آفت زدہ علاقے ہیں ان میں اکثر حکومت کی طرف سے اعلانات بھی کئے جاتے ہیں۔ ریلیف کے پکنے بھی دیے جاتے ہیں لیکن دیکھا جائے تو آج دن تک اُن لوگوں کو وہ معاوضہ نہیں دیے گئے اُن کو وہ ریلیف نہیں دیے گئے۔ آپ فرض کریں یہاں آپ آواران کے زندگی کی حالت دیکھیں آج دن تک وہ لوگ کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں دنیا کی توجہ ہم نے وہاں مبذول کرائی کہ آواران میں یہ تباہی ہوئی ہے لیکن حکومت نے کیا کیا ہے؟ اور اربوں روپے کی اور اتنی اخراجات جو وی آئی پی کی movements میں ہوئی، کاش کہ وہ

اخرجات وہاں کے لوگوں کو ریلیف دینے میں خرچ ہوتے۔ جو شاید آج آواران کی حالت کچھ مختلف ہوتی اور روز یہ داخلہ صاحب یہاں نہیں ہیں اُن کے علم میں، 2014ء میں ہمارے علاقے شاہ نورانی میں ایک flood آیا تھا جس سے 16 آدمی مر گئے تھے حکومت نے اعلان کیا وزیر داخلہ تو نہیں کوئی وزیر بھی انہوں نے آنے کی زحمت نہیں کی۔ ڈسٹرکٹ ایڈمنیسٹریشن نے رپورٹ بھیجی ہے، اُس رپورٹ کے مطابق چیف منسٹر نے یہ اعلان کیا تھا کہ جوفوت ہوئے ہیں ان کیلئے 5 لاکھ روپے، جن کے لگھر تباہ ہوئے ہیں ان کیلئے ڈھانی لاکھ۔ مذاق کا عالم یہ ہے کہ جوفوت ہوئے ہیں ان کو ایک شخص کو پچاس ہزار روپے اور دوسرے کو پچیس ہزار کا چیک تما دیا گیا جو ان کی ورثاؤں نے پھر واپس کر دیے۔ جو ثینٹ ان کو دیے گئے تھے چیئرمین پرنسپل صاحب! میں خود گیا ہوں وہاں، جون جولائی کا مہینہ تھا۔ میں نے تین ٹینٹ لگائے اس کے باوجود سورج کی شعائیں جو اس میں آ رہی تھیں اب یہ پتہ نہیں mosquito-net یا tent تو میری وزیر داخلہ سے گزارش ہے کہ ان کی کواٹی کو بھی چیک کیا جائے یہ ٹینٹ کی یہ صورت ہو گی تو اس آٹے میں تو بھوسہ ہی ہو گا وہ پنے کی دال میں کیا ہو گا، چینی میں کنکر تو نہیں ہونگے۔ تو یہ میری گزارش ہے کہ جو اعلانات کے جاتے ہیں کم سے کم اس پر عملدرآمد بھی کیا جائے۔

میدم چیئرمین: شکر یہ سردار صاحب۔ جی گورنمنٹ کی طرف سے اگر موقف آ جائے۔ جی مولانا صاحب اس کے بعد پھر دوسری تحریک التوا بھی ہے اس چیز کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر ہم مختصرات کر لیں۔

مولانا عبدالواسع: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میدم اسپیکر صاحب! یہ تحریک التوا جو آفات کے حوالے سے جو زمر ک خان صاحب نے پیش کی ہے، میرے خیال میں ہمارے جو زمیندار ہیں، پورے بلوچستان کے جن حلقہوں کے انحصار زمینداری پر ہو، میرے خیال میں اس معزز ایوان نے اور اس حکومت نے اور ہم سب نمائندوں نے ان کیلئے یہ پانچ سالہ دور میں ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ کیونکہ ایک طرف ہماری حکومت کی طرف سے عدم توجی ہے۔ بجلی کی حالت یہ ہے کہ پہلے مجھے یاد تھا کہ چوبیں گھنٹے بجلی جب چوبیں گھنٹے سے میں گھنٹے ملتی تھی ہم ادھر سراپا احتجاج تھے اور لوگوں کے باغات اور ان کی فصلات کیلئے ہم آواز اٹھا رہے تھے اور واپڈا کے چیف کو ہم بلا لیتے تھے اور ہم وہاں احتجاج کرتے تھے حکومت اسلام آباد تک احتجاج کرتی تھی لیکن اب پورا ایوان بشمول حکومت ان کیلئے بجلی کے حوالے سے کچھ بھی نہیں کیا اور تین تین گھنٹے بجلی اور وہ بھی اس طرح ہے کچھ علاقے میدم اسپیکر صاحب! ہمارے علاقے میں مسلم باغ میں، نسیئی کا علاقہ ہے، زرعی علاقہ ہے، وہاں ہر فیڈر پر ہر تیس رے دن بجلی ملتی ہے یعنی تیس ری دن کے بعد اس کو بجلی ملتی ہے وہ بھی تین گھنٹے۔ اور اب جو ان مشکل حالت میں فصل تیار کر کے اور پھر اللہ کی قدرت اور قدرتی آفات اس پر آ جاتی ہے اور ظاہر بات ہے کہ لوگ اس پر اپنی ساری قوت لگادی ہے کیونکہ وہ ان جن کے حوالے سے یا تیل اور ڈیزل

کے حوالے سے لیکن جب وہ فصل تیاری پر آ جاتے ہیں پھر قدرتی آفت آ جاتی ہے اور پھر حکومت کی طرف ان کی انگوچیں ہیں میں سمجھتا ہوں ان علاقوں میں جو موجودہ مخصوص علاقے سر دعا لے جو ہیں وہاں ظاہر بات ہے سیب کے باغات ہوتے ہیں۔ اور سیب پر اتنا زیادہ خرچہ ہوتا ہے ان کی ادویات ان کے سارے جو آپ دیتے ہیں تو میرا خیال ان کیلئے کچھ بھی نہیں رہ جاتا ہے اب جب ان کے فصل بناہ ہو گئے تو پھر حکومت ان کے ساتھ مکمل تعاون کر کے سیاسی تمام اس کریڈیٹ سے بالاتر ہو کر ان لوگوں کیسا تھک مکمل تعاون کر کے تاکہ یہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ شکریہ۔

میڈم چیئرمین: thank you so much جی، جی سرفراز گٹھی صاحب اس پر ذرا حکومتی موقف بیان کریں تحریک التوازیار تو اس صاحب نے پیش کی تھی وہ شاید آپ کے ٹیبل پر ہے۔ بارشوں اور بر فماری کی وجہ سے جتنے علاقے متاثر ہوئے ہیں ان کے حوالے سے تھی تحریک۔

وزیر داخلہ و قبلی امور و پیڈی ایم اے: شکریہ میڈم اسپیکر! اب اس پر تو ہم نے اس دن بھی کہا تھا کہ اس پر تحریک التوازن پر نہیں ہے ہوئی تھی یا نہیں ہوئی تھی۔
میڈم چیئرمین: جی منظور ہوئی تھی۔

وزیر داخلہ و قبلی امور و پیڈی ایم اے: اور میرا تو موقف پہلے دن سے یہی ہے کہ گورنمنٹ کے پاس اگر یہ ہم نے یہ چیز کھول دی ہیں تو پورے پاکستان پورے بلوجستان میں کہیں drought کی صورتحال ہے۔ کہیں پر زیادہ بارشیں ہوئی ہیں۔ کہیں پر زالہ باری ہوئی ہے۔ تو آپ کا یہ جو بحث ہے وہ تو سارا اسی پر چلا جائیگا تو میں تو اس کی کم از کم حمایت نہیں کرتا ہوں کہ ان کی کوئی compensation ہوں۔ میری اپنی زمینیں اس سے متاثر ہوئی ہیں ٹالہ باری سے میں بھی چھوٹا موٹا زمیندار ہوں لیکن یہ گورنمنٹ کے لئے ایک عجیب ہیکل ہو جائیگا اور سینکڑیں یہ ہے کہ ایریے کو declare climate-hit affect area declare ہے اور پھر یونیورسٹی پارٹمنٹ کے through compensation ہی دیتی ہے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نیا پیڈی و رابکس ہی کھلے گا تو ویسے ہی ابھی بحث اٹھتا رکھ کو آ رہا ہے تو اس کے بعد اس پر کوئی اگلے بحث میں اگر تجاویز کوئی آتی ہیں اس کے لئے اسپیشلی کوئی پیسے رکھے جائیں کوئی اندرونمنٹ فنڈ بنایا جائے تاکہ اس فنڈ سے ان کے لئے ان کی دیکھ بھال ہو سکے ان زمینداروں کی میں سمجھتا ہوں کہ اگر compensation کی چکر میں پڑ گئے یہ تو کافی ایک عجیب سی mess-create ہو جائیگا۔ شکریہ۔

میدم چیئرپرنس: لیکن اس پر یہ کہ پی ڈی ایم اے کو تو instruction ہے pass کی جاسکتی ہے کہ کم از کم وہ data-collect کر لیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو بھی متاثرہ فیملیز ہیں جو available-resources ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے تو ہم ان کو compensate کر سکتے ہیں جو پی ڈی ایم اے کے اس وقت ہم بجٹ ایلوکیشن کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ جی۔

وزیر داخلہ و فائلی امور و پی ڈی ایم اے: جب ڈیز اسٹر آ جاتا ہے تو ہمیں کنسرڈ ڈپی کمشنز اسی وقت اطلاع کرتا ہے ہمارا کنٹرول روم 24 گھنٹے کھلا ہوتا ہے اس وقت ایر جنسی میں جو اس کو رویلیف چاہیے وہ فوڈ رویلیف چاہیے، چاہیے شیل رویلیف چاہیے، چاہیے کمبل چاہیے اس طرح کی چیزیں ہم provid کرتے ہیں اس کے بعد پی ڈی ایم اے کا روں اس وقت رہتا ہے کہ جب جیسے ارتیک آ جائے اور اس میں پھروہ ایسا یا affect area declare ہو۔ تو پھر ہمارا role آتا ہے اس سے پہلے روینو ڈیپارٹمنٹ نے اس کو آفت زدہ declare کرنا ہے پھر روینو اگر آفت زدہ declare کر گی تو پھر ہم چیف منسٹر کو لکھیں گے پھر ہم اپنا survey connect کریں گے کہ ہمیں اتنے پیسے چاہیں ہوں گے یہ یہ ہم relief-code جو ہے وہ ان کو provide کریں گے، پرویجنر یہی ہے۔

میدم چیئرپرنس: شکریہ۔ جی اسی متعلق ہے، جی۔

مولوی معاذ اللہ موسیٰ خیل: اس بارے میں یقیناً ہمارا صوبہ ہمیشہ خدائی آفات سے متاثر ہوتا رہا ہے کبھی بارش کبھی ژالہ باری کبھی ہوا ہمارے صوبے کے جو فصلات ہیں وہ ان تینوں چیزوں سے متاثر ہوتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اس کے لئے اگر کوئی قانون سازی پہلے سے ہے تو میں اپنے ضلع موسیٰ خیل کے حوالے سے پہلے سال اسی موسم جو کٹائی کا موسم بھی تھا، زمینداروں کے تقریباً ایک پورا یونین کو نسل اس پر اتنی ژالہ باری ہوئی کہ کسی آدمی نے بھی کٹائی نہیں کی۔ اور پھر زیادہ بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے خط سالی کی وجہ سے ڈپی کمشنز ضلع موسیٰ خیل کے مال و مویشیوں کے حوالے سے کوئی آٹھ سو بھیڑ بکریوں کا پورٹ یہاں آیا۔ لین میں نے وزیر داخلہ صاحب کے ساتھ بھی بار بار اُن کو یاد دلایا پی ڈی ایم اے کے پاس بھی گیا لیکن ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا۔

میدم چیئرپرنس: ازان ہو رہی ہے please

(خاموشی۔ ازان مغرب)

میدم چیئرپرنس: thank you so much جی مولوی صاحب! اگر اس تحریک کو ہم مطلب summarise کیونکہ اس پر بات ہو گئی ہے حکومتی موقف بھی آگیا ہے اور آپ کے جو علاقوں کے مسائل ہیں وہ

بھی آپ نے مطلب آپ ریکارڈ پر لیکر آگئے ہیں۔ جی۔

مولوی معاذ اللہ موسیٰ خیل: مختصر دو تین منٹ تو اس حوالے سے میری ایک تجویز ہے یا اس حوالے سے جہاں زمینداروں کا یا مالداروں کا کوئی نقصان ہو، وہ یقینی اس کو کوئی بدلہ دینا چاہیے جتنا بھی ممکن ہو حکومت کا۔ یا یہ ہے کہ یہ فیصلہ ہو کہ جتنا بھی نقصان ہو جائے حکومت کے بس میں نہیں ہے۔ ڈپنی کمشنر یا پٹواری تحصیلداروں افتش زدہ لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ وہ پُرمیڈ ہو جاتے ہیں کہ یارا بھی ہماری حکومت ہمیں کچھ دے رہی ہے۔ لیکن اس روپرٹ کے بیہاں آنے کے بعد پھر اس کو یاد بھی نہیں ہوتا ہے میرے خیال میں کوئی ایسا شخص فیصلہ ہو کہ جو لوگ آفتش زدہ ہوں، ان کو کچھ ملے پیش کا پورا قیمت نادے سکیں کچھ ناکچھ تو ہوآدمی کا مکان گرجاتا ہے تو پی ڈی ایم اے والے ایک یہ کیا ٹاثٹ کہتے ہیں یا دس لاکوٹا ٹادیتے ہیں۔ اس سے تو اس آفتش زدہ گھروالوں کو کیا فائدہ ہوتا ہے اگر کچھ امداد ہوتا ہے تو اتنا کر لیں تاکہ وہ نیا کمرہ بن سکیں۔ بس میری تو یہی گزارش ہے۔

میدم چیئرپرنس: صحیح ہے thank you so much جی چونکہ اس تحریک التوا کے محرك موجود نہیں ہیں جو تحریک التوانہ 4 ایوان میں پیش کی گئی کی اور محرك کی موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس پر جو ہے وہ دو تین ممبران نے اپنی رائے دی ہے۔ تحریک پر بحث بھی کی ہے تاہم وزیر داخلہ صاحب نے تحریک کی حمایت نہیں کی۔ ان کی رائے تھی یہ معاملہ ڈیزی اسٹر کے زمرے میں نہیں آتا۔ لہذا تحریک التوانہ 4 کو نہاد یا جاتا ہے۔

اب تحریک التوانہ 5 جو سردار محمد اختر میںگل صاحب نے پیش کی، اگر وہ موجود ہیں کہیں آ کے اپنی تحریک پر۔۔۔ (مداخلت) نہیں محرك کے بغیر، ابھی زیارت وال صاحب نہیں تھے تو ہم جو ہے وہ بحث اسٹارٹ کر لی تھی تو انہوں نے admissibility پربات کی ہے جب وہ آئیں گے تو دوبارہ وہ ہاں اس کے لئے وقت مقرر کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے زمرک اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: سردار صاحب کریں گے۔ سردار صاحب آرہے ہیں۔

میدم چیئرپرنس: ٹھیک ہے۔ میں ولیم برکت صاحب کو موقع دوں گی، اس کے بعد آغا صاحب بات کریں گے، sorry کہاں پر آپ کو کہا گیا تھا؟

وزیر داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے: میں آپ کو assure کرتا ہوں کہ وہ باہر دھرنے پر بیٹھے تھے۔ ہم نے اس سے request کی کہ آپ ہاں میں آئیں۔ یہ باہر دھرنے پر بیٹھے تھے آنر اسٹبل چیف منسٹر قائد ایوان نے اور میں نے جا کے ان سے request کی۔ انہوں نے کہا کہ جی مجھے اندر پھر موقع دیا جائے بات کرنے کا۔ تو وہ کیونکہ ابھی یہ تحریک آگئی۔ تو اس تحریک پر پھر ہم نے کہا سب سے پہلا موقع آپ کو دینے۔

میدم چیئر پرسن: ٹھیک ہے آغا صاحب بات کریں گے اس کے بعد پھر ولیم برکت صاحب کی باری ہے۔ جی آغا صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: بسم اللہ الرحمن الرحيم، میدم چیئر پرسن! الفاظ ختم ہو گئے ہیں احتجاج کرتے کرتے اب احتجاج کے سارے راستے بھی بند ہو گئے ہیں پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کہاں جائیں کدھر جائیں ایک انتہائی alarming situation میں آپ کو بتاتا چلوں کہ ایک ڈیموکریٹک سوسائٹی میں اور ڈیموکریٹک لوگ، شیعہ ہزارہ لوگ انتہائی ڈیموکریٹک لوگ ہیں اس کے باوجود اگر یہ مطالuba آتا ہے کہ چیف آف دی آرمی شاف جب تک نہیں آتے ہم نہیں انھیں گے تو یہ بھی alarming situation ہے سارے لوگوں کے لئے، ساری اسمبلیوں کے لئے، سینٹ کے لئے ہر ایک کے لئے یہ ایک alarming situation ہے، وہ یہ کہہ سکتے تھے صدر پاکستان وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ وزیر اعظم لیکن چیف آف دی آرمی اسٹاف کو ملوانا ایک بہت بڑا سوالیہ نشان چھوڑتا ہے ہم سب کے اوپر ان ہاؤسز کے اوپر سارے جتنے بھی اسمبلیاں ہیں موجود۔ تو یہ رولیش کیوں اختیار کیا لوگوں نے؟ کیوں ماہیں ہیں لوگ پورے سسٹم سے پورے نظام سے؟ اور یہ اس بات کی دلالت کرتی ہے دیکھیں ابھی جو ٹھوڑی دری پہلے بات ہو رہی تھی کہ پاکستانی ہونے کی اور پاکستانی اداروں پر اعتماد کرنے کی اور اُس سارے سسٹم کو ہائی جیک کرنے کی کوشش جو ہو رہی ہے اُس حوالے سے جب بات ہو رہی تھی تو ایک بڑی دلیل ہے اگر پاکستانی نہ ہوتے ہم، اگر اداروں پر اعتبار نہ ہوتا سیکورٹی اینجنسیز پر اعتبار نہ ہوتا تو پھر چیف آف دی آرمی اسٹاف کو یہ لوگ کبھی نہیں بلاتے۔ یہ بلا یا جانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ they are Pakistani ہم بحیثیت شیعہ قوم کے پورے پاکستان میں گلگت پاراچنار سے لیکر کوئی کراچی تک طول و عرض میں جتنے بھی ہم بنتے ہیں، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دشمن جب بھی پاکستان کو destabilize کرنا چاہتا ہے وہ پہلے آکے شیعہ کشی کرتا ہے۔ ہم پر ایک شروع کرتا ہے کیونکہ ان کو پتہ کہ یہ چھ کروڑ شیعہ جو پاکستان بنتے ہیں، نہ تو کبھی انہوں نے پاکستان کے خلاف نعرے لگائے ہیں نہ کبھی انہوں نے ریاست کے خلاف کوئی بات کی ہے۔ نہ انہوں نے کوئی دشمنگردانہ کارروائی کی ہے۔ نہ زیارت ریز یہیں جلائی ہے نہ پاکستان کا پرچم اس کی بے حرمتی کی ہے نہ ہی فوجیوں کو مار کر ان کے سروں سے قبائل کھیلی ہے۔ اسی چیز کی سزا مل رہی ہے ہمیں۔ آئے دن پچھلے میں سالوں سے آئے دن ہم صرف لاش اٹھا رہے ہیں۔ لاشیں اٹھانے کے ساتھ ساتھ اور کوئی ایسا صرف باڈی وائز ہماری assassination نہیں ہوئی ہے جا بز کی حالت آپ دیکھ لیں آپ کاروبار کی حالت دیکھ لیں کیا پوزیشن ہماری اس وقت پورے کوئی شہر میں علمدار روڈ پر ڈریٹھ کلو میٹر علاقے میں confinement کی زندگی گزار رہے ہیں اور اس کو سیکورٹی کا نام دیا جا رہا ہے same is the

case with ہزارہ ٹاؤن، زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ بائی دو کلومیٹر کا وہ علاقہ ایک شہر جو کہ دارالحکومت ہے Metropolitan city of the province۔ ضیاء کے باقیات کے تابع رہیں گے کب تک ضیاء کی پالیسی چلتی رہے گی اس ملک میں کب تک سعودی عرب کو خوش کرنے کے لئے ہم بائیس کروڑ مظلوم پاکستانی عوام کا خون بہاتے رہیں گے آج بھی وقت ہے وزیر اعلیٰ اور وزیر داخلہ صاحب چلے گئے ہیں انہوں نے روڈ میپ کی بات کی، آپ نے بات کی روڈ میپ کی، میں دوں گا آپ کو روڈ میپ، بہت آسان فارمولہ ہے اس کا بہت ہی آسان کلیہ ہے لیکن اس سے پہلے میں ایک بات کرتا چلوں کہ کچھ ناعقبت اندیش لوگ جو کہ دھرنے سے خطاب کر رہے تھے جا کے، انتہائی ڈکھ کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے ایک ایسی قوم جس نے پاکستان بننے کے فوراً بعد سے لے کر کے بلکہ اس سے پہلے بھی اسی سرزی میں پر اسی دھرتی پر انہوں نے اپنا ہبو بھایا ہے، پاکستان بننے کے بعد سے لے کر کے آج تک کسی anti-Pakistan elements کے ساتھ نہ انکا کوئی واسطہ رہا ہے بلکہ تعمیر و ترقی ملک کی تعمیر و ترقی مادر وطن کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ ایک ایسا شخص جس کو یہ بھی نہیں پتہ کہ ریاست اور وطن میں فرق کیا ہے۔ میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ اس کو یہ نہیں پتہ وہ استحق میں اُٹھ کے کہتا ہے کہ میں آپ لوگوں لیجاوں گا اسلام آباد اور یونائیٹڈ نیشن سے ہم مدد طلب کریں گے۔ میں کنڈم کرتا ہوں۔ اور اس مقدس فلور سے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے ایک آٹھ رُنگی اس کی تنظیم ہے چار پانچ لوگ اس کے followers بھی نہیں ہیں اور وہ آ کے ایسا پچھا نہ بیان دیتا ہے کیا ہم خداخواستہ مقبوضہ کشمیر والی صورتحال میں ہیں کہ یونائیٹڈ قرارداد لیکے جائیں گے؟ بالکل نہیں ہم پاکستانی ہیں ہم پاکستان میں رہ کر پاکستانی سیکورٹی ایجننسیز سے اپنے جینے کا حق اور اپنے قاتلوں کا خون چاہتے ہیں۔ ہم اپنے قاتلوں کو عدالت کے کھرے میں چاہتے ہیں کوہے لے کر کے آئیں۔ اور پھر امریکہ اُسکے حواری، برلنیہ اور پھر اسرائیل اور ان کا ایک ٹو جو یہاں مسلمانوں میں خبر کی طرح گھونپ گیا ہے سینوں میں، سعودی عرب کی شکل میں، اُس کے اچنڈے کو لیکر سارے مسلمان کو فتنے کی زد میں لا کے مختلف الزامات ان پر تھوپے جاتے ہیں۔ یہاں کوئی شہر میں زائرین کے ساتھ جو نار اسلام کیا جاتا ہے، صرف اس لئے کہ سعودی عرب خوش ہو، منتیں کر کے رُلا، رُلا کے اُن کو بھجوایا جاتا ہے۔ پھر اور پر سے ہمارے اوپر یہ الزام کہ لوگوں کو ایران بھیخت ہیں ٹریننگ کے لیے، وہاں سے شام بھیخت ہیں ٹرنے کے لیے۔ عجیب یہ تو قوف لوگ ہیں ہم۔ کہ ٹریننگ کرتے ہیں ایران میں، مارے جاتے ہیں کوئی میں اور جا کر لڑتے ہیں شام میں۔ اگر یہی کرنا ہوتا تو یہاں آ کر اپنے قاتلوں سے بدلہ ہم خود نہ لے رہے ہوتے؟ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہم محبت وطن پاکستانی ہیں۔ ہم آج بھی دیکھ رہے ہیں اپنے سیکوریٹی فورسز کی طرف۔ ہم آج بھی اس انتظار میں ہیں کہ ہمیں انصاف ملے گا ہم نا

امید کھلی طور پر نہیں۔ اور میں ان سارے elements کو جو کہ اس تحریک کو شہداء کے پا کیزہ خون کو بیچنے کے لیے مختلف لوگوں کے ایجنسیزے پر مختلف ممالک کے ایجنسیزے پر کام کر رہے ہیں۔ میں کنڈم کرتا ہوں کہ ہماران سے کوئی تعلق نہیں ہے پوری ہزارہ کمیونٹی پوری شیعہ قوم کی ان سے کوئی واپسی نہیں ہے یہ مٹی بھر چند لوگ جو ہیں کہیں اور سے کوئی ایجنسی لا کر تھوپنے کی کوشش کر رہے ہیں ہمارے اوپر۔ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور پھر ایک ایسا واقعہ ہوا تھا کہ انار کے کریمیں میں سے کچھ شاعری کے اوراق نکلے تھے، تو سزا کے طور پر لشکر کشی علمدار روڈ پر کی جاتی ہے۔ کالعدم تنظیموں کے گرے دندناتے ہوئے گھستے ہیں اور لوگوں کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ یہ درجن بھر جو ایران کے سفارتخانے ہیں کوسل خانے ہیں sorry وہ کس لیے ہیں۔ ہر چیز کا بدلتہ ہم سے لیا جاتا ہے۔ شام میں کوئی کارروائی ہوتی ہے بدلتے کے طور پر یہاں ہمارا قتل عام شروع ہوتا ہے۔ عراق میں کوئی بات ہوتی ہے افغانستان میں کوئی بات ہوتی ہے قتل عام ہمارا شروع ہو جاتا ہے۔ اور کتنا خون بہہ کے ہم یہ باور کروائیں کہ ہم پاکستانی ہیں، ہم مسلمان ہیں اور ہم دہشتگرد نہیں ہیں۔ ایک عجیب ڈگر پر ہمیں ڈال دیا ہے سارا سارا دن ہمیں صرف یہ تین چیزیں ثابت کرنے کی ضرورت ہیں۔ بارہا ثابت کر چکے ہیں مختلف فورم پر یہ بات ہوئی ہے۔ ہر ایک کے ساتھ میں نے یہ بات کی ہے اور کتنا خون بہا کر کے ہم یہ certificates مانگیں گے اگرچہ ہمیں certificates کی ضرورت نہیں ہے ہمارا عمل ہمارا کروار اس بات کی گواہی دیتا رہے گا کہ ہم پاکستان بھی ہیں الحمد للہ مسلمان بھی ہیں اور الحمد للہ ہم دہشتگرد نہیں ہیں اور کسی دہشتگردانہ کارروائیوں میں نہ کبھی حصہ لیا تھا نہ لیں گے۔ اسی طرح سے آپ نے کہا کہ کوئی آ کر افغانستان میں بس جاتے ہیں، ہمارے پڑوس میں۔ وہاں پہلے سے اندیاتاک لگائے بیٹھا ہے۔ جب سے یہاں بلوچستان میں ترقی کی بات شروع ہوئی ہے۔ جب بلوچستان میں سی پیک کی بات شروع ہوئی ہے، مختلف حوالوں سے پھر یہاں ٹارگٹ ملنگ کا پھر یہاں لشکر کشی کا پھر یہاں بم دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اگر یہاں مسائل کا اتنا بڑا بارہے تو کیا صرف خون بہانے کا ٹھیکہ قتل ہونے کا ٹھیکہ صرف ہم نے اٹھایا ہوا ہے۔ میں آج بھی اس فلوں سے کہتا ہوں یہ record پر رہے یہ بات کہ اگر آج ہم شیعہ ہزاروں سے یہ پوچھا جائے کہ بلوچستان میں رہ کر آیا آپ گوادر کو prefer کرتے ہیں یا چاہ بہار کو۔ ہم جاپان پر لعنت بھیجتے ہیں گوادر کی بات ہے، سی پیک کی بات ہے ہم بلوچستانی ہیں ہم بلوچستان میں امن اور بلوچستان میں ترقی کے خواہاں ہیں۔ جس طرح ایک پشتوں

اور ایک بلوچ۔ بلوچستان میں امن، سلامتی، آشتی اور ترقی چاہتا ہے اس سے کئی زیادہ ہم ان چیزوں کے چاہنے والے ہیں۔ خدا راء ہم پر label کی کوشش مت کریں اور یہ جو چند elements خریدے گے ہیں ان کو لا کر ہمارے اوپر مسلط کرنے کی کوشش کی جاری ہیں۔ ہماران سے کوئی تعلق نہ تھا نہ ہے اور انشاء اللہ ہم اپنی اس تحریک کو چلانیں گے جب تک کہ آرمی چیف آئینے گے۔ افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے خدا گواہ ہے کہ مجھے خود افسوس کے ساتھ یہ بات کہتے ہوئے شرم آ رہی ہیں کہ کیا کیا جائے کہ جب وزیر اعظم خود XX ہو۔ جب صدر مملکت کے پاس کوئی اختیار نہ ہو۔ تو بندہ کہاں جائے کس کو دیکھے؟ سرفراز بھائی نے بالکل صحیح بات کی وزیر داخلہ صاحب نے صحیح بات کی کہ لوگوں کے ڈیمانڈز صوبائی حکومت سے کچھ ہے ہی نہیں۔ وہ تو فوج سے آس لگائے بیٹھے ہیں۔ تو براہ مہربانی میں اس ہاؤس کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ as soon as possible honourable chief of the army staff نہیں اٹھیں گے۔ اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے اس سے پہلے کہ یہ ساری تحریک ہائی جیک ہو جائے جو کہ ہائی جیک ہونے لگی ہے۔ اور ہمارے اوپر مزید الزامات کا بازار گرم ہو، آپ سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کریں اس مسئلے کو سنجیدگی کی ساتھ لیں۔ اور otherwise پھر وہی ہو گا کہ سارا سارا دن پھر ہم صفائیاں دیتے رہیں۔ خون بھی ہمارا بہہ اور صفائیاں بھی ہم پیش کرتے رہیں۔ بہت شکر یہ۔

میڈم چیئرپرنس: thank you so much X کا لفظ جو ہے اگر کارروائی سے حذف کیا جائے۔ یہ جو غیر پارلیمانی الفاظ ہیں ان کو حذف کر دیئے جائیں۔ جی ولیم برکت صاحب کی باری ہے ڈاکٹر صاحبہ اس کے بعد پھر آپ کو موقع دول گی۔ جی یہ جو غیر پارلیمانی الفاظ ہیں ان کو حذف کیا جائے۔ جی ولیم صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: شکر یہ میڈم چیئرپرنس صاحبہ! سب سے پہلے تو میں اپنے دوست اور ہزارہ کمیونٹی کے ساتھ جو مظالم کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے، اُس کی میں مذمت کرتا ہوں۔ میں خود 40 سال سے ہزارہ کمیونٹی میں رہتا ہوں۔ اور ہزارہ کمیونٹی کی جو وفاداری ہے اور کر سچن کمیونٹی کی جو خدمات ہیں اُس کی ایک بڑی مثال یہ ہے کہ سید رضا خود ہمارے ادارے سے پڑھ کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے اداروں نے تعلیم میں اور صحت میں جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ ہزارہ کمیونٹی کے چیف آف آرمی اسٹاف رہے ہیں، اس لیے ان کی کسی بھی بات پر شک کرنا بالکل ناگوار بات ہے۔ اب میں آؤں گا اپنی جانب۔ ہمارے ساتھ یہ سلسلہ جو شروع ہوا ہے میں سردار اختر جان میں گل صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں یہ تحریک التوالی

میں چونکہ کمزور آدمی ہوں۔ میں نے یہ تحریک 16 اپریل کو لائی۔ 15 کو incident ہوا 16 کو لایا۔ اور آج 30 تاریخ ہو گی ہے لیکن میرا نمبر نہیں آیا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ 17 دسمبر 2017ء کو چرچ بلاسٹ ہوا۔ اُس کے 4 ماہ بعد 2 اپریل کو شاہ زمان روڈ میں 4 مسیحیوں کو مار دیا گیا۔ اور ہماری انتظامیہ نے اس کو یہ رنگ دیا کہ یہ ذاتی دشمنی ہے۔ اس کے 12 دن بعد ہی 15 اپریل کو عسیٰ گئری میں ایک سانحہ ہوا۔ اور اس میں 2 اور شہید ہو گئے میڈم چیئر پر سن صاحب! ہماری گزارش جو ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہماری صوبائی حکومت سے کوئی گزارش نہیں ہے یا صوبائی حکومت اس کی ذمہ دار نہیں ہے، وہ ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کیسے اس سے مبارکار دے سکتے ہیں؟ ہماری گزارش یہ ہے کہ 19 تاریخ کو یہاں اسی ہاؤس میں اس پربات چیت شروع ہوئی۔ اور ہمارے معزز روزریدا خلہ صاحب نے کہا کہ 24 تاریخ کو اس ایوان میں in-camera briefing ہو گی اور پھر ممبر ان جو ہے اپنی تجاویز دیں گے کہ کس طریقے سے سیکوریٹی کے نظام کو بہتر کیا جائے آج 30 تاریخ ہو گئی ہے اور آج جو اس وقت جو لوگ بیٹھے ہیں کتنے لوگوں کی دلچسپی ہے اس میں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ اس طریقے سے یہ مشترکہ نہیں رکے گی جس طریقے سے ہم اس کو لے رہے ہیں اس کے لیے سمجھیگی ضروری ہے۔ اور یہ بھی میں میڈم چیئر پر سن! گزارش کروں کہ میں بارہ ہمارے جو بڑے ہیں قائد ایوان ہو یا وزیر داخلہ ہو۔ میں ان کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آئیے کہ ہمارے لوگوں کے ساتھ بیٹھ جائیے تھوڑی دیر۔ آپ یقین مانیں 22 اپریل کو مجھے بتایا گیا اور میں 3 گھنٹے انتظار کرتا رہا۔ ہمارے لوگ مایوس ہو گئے۔ ہمارے پاس کوئی آج تک نہیں آیا۔ even یہاں کے ڈپٹی کمشنز بھی ہمارے پاس نہیں آئے۔ تو یہ حالت ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہماری کمیونٹی میں بہت مایوسی پائی جاتی ہے میں گزارش یہ کروں گا کہ اس ایوان میں دوبارہ وزیر داخلہ صاحب in-camera briefing سب ممبر ان کو دلوائیں اور ان کی تجاویز لیکر یہ جو جہاں جہاں کمزوریاں پائی جائیں ہیں سیکوریٹی کی، اسکے لیے دوبارہ ایک جو ہے ہمیں ایک نظام کو بنانا پڑیگا اور اس طریقے سے جان نہیں چھٹے گی ”کہ باہر کی قوتیں ہیں یا یہ ورنی عوامل ہیں“، بھائی یہ ورنی عوامل کب ختم ہوں گے یہ تو کئی سالوں سے جمل رہا ہے آج تک کوئی پکڑا گیا ہے آج تک جو ہے ہمارے 13 لوگ شہید ہوئے ہیں 67 لوگ وہ زخمی پڑے ہیں کوئی آج تک کپڑا گیا ہے اسی طرح ہزارہ کمیونٹی کی بات ہے اور لوگوں کی بات ہے ہمیں یہ بڑی سمجھیگی سے دیکھنا ہو گا کہ کون لوگ ہیں آخ کوئی جن ہے بھوت ہے جو پکڑنے نہیں جاتے ہیں نظر نہیں آتے ہیں اتنی فورسز ہے اتنا جو ہمارا ٹیکس جاتا ہے فورسز پر۔ یہ کس لیے جاتا ہے؟ اس لیے میری وزیر داخلہ صاحب سے گزارش ہے کہ اس کو سمجھیگی سے لیا جائے۔ یہ ہر ایک کا مسئلہ ہے تمام معاشرے میں تمام شہریوں کا یہ مسئلہ ہے اور اس کو حل کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ شکریہ۔

میڈم چیئرپرنسن: thank you جی زمرک خان اچکزئی صاحب! پھر ڈاکٹر حامد صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میڈم چیئرپرنسن۔

میڈم چیئرپرنسن: آپ پھر بعد میں۔ جی آپ بات کریں جی ڈاکٹر پھر اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

وزیر چکمہ داخلہ و قبائلی امور۔ جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے: معزز ممبر ولیم جان برکت صاحب نے دو تین دفعہ میرا نام لیا کہ میں نے کہا تھا کہ in camera briefing کا انتظام کرنا میری ذمہ دار ہے in camera کا بندوبست کرنا چیئر کی ذمہ دار ہے آپ آج کرا لیں آپ کل کرا لیں میں آپ کو briefing دینے کے لیے تیار ہوں جو میری information ہو گی جو میں security forces سے لوں گا تو اس کا الزام مجھ پر دینا مناسب نہیں ہے میں نے نہ آپ کو کوئی ثانیم دیا ہے میں وہاں نہیں آیا ایسا نہیں ہے۔

جناب ولیم جان برکت: آپ نے یہاں اسی ہاؤس میں وعدہ کیا تھا۔

وزیر چکمہ داخلہ و قبائلی امور۔ جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے: جی میں آج بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں۔

جناب ولیم جان برکت: آپ نے یہاں اسی ہاؤس میں وعدہ کیا تھا۔

وزیر چکمہ داخلہ و قبائلی امور۔ جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے: آپ شاید سن نہیں پا رہے ہیں ولیم جان برکت

سے۔۔۔

میڈم چیئرپرنسن: ولیم صاحب پہلے آپ سن لیں clarification جی۔

وزیر چکمہ داخلہ و قبائلی امور۔ جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے: میڈم چیئرپرنسن! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ذمہ داری چیئر کی ہے کہ وہ یہاں بندوبست کریں ان زور آ دروں کو میں تو نہیں نکال سکتا ہوں۔ یہ تو آپ کا کام ہے مجھے آپ briefing in-camera کا ثانیم دیں مجھے exist ہے what تاکیں میں میں ساری informations لوں گا اپنی سیکوریٹی فورسز سے میں hall کو august that will be a great moment of pride for me. کہ میں اس in-camera briefing کو august hall کو دوں کہ what is the threat کو august hall کو what is the threat کو august hall کو دوں کہ اور کیا ہمیں threat ہیں، کہاں سے threat ہیں کیا حالات ہیں اور ہم نے کیا کیا ہے، مجھے بتائیں اس camera کے سامنے تو میں یہ تو بھی بتا نہیں سکتا کہ what we have done last۔ ایک میئنے میں ہم نے کتنے لوگ پکڑے ہیں۔ کل میں ادھر کوڑ میں کھڑا ہوں گا کہ وہ کدھر ہیں یا کیا نہیں ہیں what ever تو لہذا آپ بندوبست کریں، میں in-camera briefing دینے کے لیے تیار ہوں۔

میڈم چیئرپرنسن: thank you جی ڈاکٹر حامد صاحب! اس کے بعد زمرک خان اچکزئی صاحب آپ کی

باری ہے۔ جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچھزئی: ہُسْم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِیْم۔ مادام چیئرپرنس شکریہ! پاکستان میں جتنے بھی ادارے ہیں سمجھتے ہوئے سمجھنے سے انکاری ہیں۔ جانتے ہوئے جانے سے انکاری ہیں۔ بڑے خطرناک اُس میں ہمارا معاشرہ ہمارے ادارے ہمارے یہ سیاستدان ہمارے بیور و کریٹس ملٹری بیور و کریٹی سول بیور و کریٹی، یا ایک گیم رچایا جا رہا ہے سیاستدانوں کو پارلیمنٹ کو بدنام کرنے کے لئے ان کو سگنی دینے کے لئے۔ یہ سردار صاحب کے بڑے مشکور ہیں کہ انہوں نے یہ موشن اور یہ قرارداد لے کر کے آئے۔ اگر میں، شکری ہے میں مسلمان ہوں، اگر میں عیسائی ہو تو خدا کی قسم اس ملک میں ایک دن بھی نہیں رہتا۔ جواہر اسلام، جو حقوق، جو عزت، جو اسٹیٹس ہم نے اپنے عیسائی برادری کو دی ہے خدا کی قسم دنیا میں کسی ملک میں کسی بھی کمیونٹی کو نہیں دی گئی ہے۔ ہم مسلمان جب عیسائیوں کے اُس میں جاتے ہیں اُن کے ساتھ برابری claim کرتے ہیں اور وہ ہمیں دیتے بھی ہیں، عیسائی عیسائیت میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جس میں آپ یہ discrimination دیکھ لیں کہ اگر وہ وہاں کا شہری ہے اُتنے ہی حقوق ہوتے ہیں جتنے وہاں کے انگریز، فرانسیسی، جرمنی، امریکن، ڈیوٹی آور زبھی ایک ہیں اور سلیبری بھی ایک ہوتی ہے۔ تو اس برادری نے جو ہماری خدمات کی ہیں اور ہم لگے ہیں دوزخ سے بچنے اور جنت پانے کے لئے اسلام کا وہ ضیاء الحق اور ان لوگوں کے تسلسل میں لگے ہوئے ہیں کہ نہ ہندو کو چھوڑتے ہیں نہ عیسائی کو چھوڑتے ہیں اُس سے پرانا ہوا شیعہ، سنی پر معاملہ آ گیا۔ بلوچ پر معاملہ آ گیا پشتون پر آ گیا۔ ابھی تو کوئی ایسی کمیونٹی ایسا نیشن الیسی قوم نہیں ہے جو یہ چیخ نہیں رہی ہے ”کہ بھئی یہ کیا ہو رہا ہے“، ہم بڑے احترام اور بڑے احتیاط کے ساتھ ملک میں جب پاکستان بناؤ اس ملک کو تینیس سال بعد ووٹ کا رڈ ملا وہ جو ہمارے اکابرین خان شہید، محترم بزرگو صاحب، مگسی صاحب، جی ایم سید صاحب، باچا خان صاحب یہ سب ملک کے غدار تھے، اس لئے کہ وہ ووٹ مانگ رہے تھے۔ اس لئے وہ غدار تھے ہندوستان کے جن کے کہ پارلیمنٹ مانگ رہے تھے اس لئے وہ اُن کو غدار کہلایا گیا اور پابند سلاسل تھے کہ وہ قومی حقوق مانگ رہے تھے وہ اپنی زبانیں مانگ رہے تھے یہ سب جب ہم مانگتے تھے تو یہ پاکستان کے خلاف تھے۔ اُس بُت کو ہم نے جب توڑ دیا شہداء دے کر کے پشتون، بلوچ، سندھی، سراینگی، پنجابیوں کا بھی اُس میں وہ share ہو گا۔ یہ تمام قربانیاں دے کے اُس بُت کو ہم نے توڑ دیا بھی اس ملک میں تمام پنجاب، نواز شریف کی لیڈر شپ میں ایکشن جیتا اس slogan پر کہ قوموں کے حقوق ہوں گے۔ پارلیمنٹ کی بالادستی ہو گی۔ فوج کی سیاست میں حصہ نہیں ہو گا۔ یہ کل کے پنجابی غداروں کی قطار میں شامل ہو گے۔ تو اب اس ملک میں اگر ایک طرف دیکھا جائے تو سب غدار ہیں کیونکہ سب ووٹ لیتے ہیں، قومی حقوق ہے، زبان ہے، پشتون، بلوچی، سندھی، بروہی اس صوبے کی ٹیچنگ زبان

ہو گئی۔ یہ تمام ثابت کرنے کے لئے ابھی دوسرا روش نکلا ہے۔ کہ اگر آپ نے ادارے پر جائز اعتراض کیا کہ پاکستان کا دشمن۔ پاکستان کا غدار ہے۔ بھائی خدا کے بندے ہم اگر واپڈا کے چیئر مین کے خلاف بات کرتے ہیں یا ریلوے کے چیئر مین کے خلاف یا فوج کے ذمہ وار آفیسر کے خلاف یا عدالت کے جائز شکایت ہم کرتے ہیں کہ جی پاکستان کے غدار یا فلاں کے غدار۔ یہ ملک کو لے ڈو بے گا۔ یہ ملک کا وہی حشر کرے گا کہ ایکشن جیت کے شخ محب کو آدھا پاکستان دیا گیا پورا پاکستان نہیں دیا گیا۔ یہ مکال ہم کر بیٹھے۔ اور خون خراب فلاں فلاں، آج خبر ہے کہ اُس کی جی ڈی پی ہندوستان سے بھی زیادہ ہے بلکہ دلیش کا۔ اور پاکستان سے بھی زیادہ ہے۔ جس کو ہم حقوق نہیں دے رہے تھے۔ ابھی خدار یہ میں اس ہاؤس کے through تمام اداروں کو کہتا ہوں کہ اعتراض کرتے ہیں جو جائز ہے اُس کو پاکستان دشمنی نہیں کہا جائے اُس کو پارلیمنٹ کی دشمنی کہہ سکتے ہیں خلاف فوج کی کہہ سکتے ہیں عدالت کی کہہ سکتے ہیں۔ واپڈا کی کہہ سکتے ہیں زراعت کی کہہ سکتے ہیں۔ یہ بس ہر چیز، پاکستان کوئی مٹی کا بنا ہوا کھلونا نہیں ہے کہ بس پاکستان ٹوٹ جائے گی۔ پاکستان کو توڑ رہے ہیں۔ یہ پاکستان کے فائدے میں نہیں ہو گا۔ ہم بنا گک دہل کہتے ہیں اپنے ٹیلیویژن پر مشرف صاحب کی کہ جی ہم نے اسلامی جہاد اور جہاد کے لئے ہم نے گراونڈ وہ کیا اس دنیا جہاں ابھی اُسکو فساد کہتی ہے۔ کہتا جہاد۔ تو وہ اُس میں ضیاء الحق تھے، اختر عبدالرحمن تھے۔ کریم امام تھے۔ نصیر اللہ بابر تھے۔ حمید گل تھے۔ یہ سب ہر ایک لاکھ سے، ہر ایک کہتا ہے کہاں لکھی ہیں کہ میں نے آسی ہزار ٹرینڈ کی ہیں، کوئی کہتا ہے میں نے نوے ہزار ٹرینڈ کی ہیں۔ بھی آپ نے فساد کے لئے ٹرینڈ کیئے ہیں۔ تو وہ ابھی پروزگار ہیں۔ اُن کو جو بھی پیسے دیتے تھے وہ بم بنانے، بر بادی کرنے کے لئے ٹرینڈ کیئے۔ جس کے ہاتھ لگے وہ کہتے ہیں ”کہ ہم آور دُو تو اُست“ یہ ہمارے ادارے نے کیا۔ ہماری فوج نے کیا۔ یہ ہمارے آئی ایس آئی نے کیا یہ ہمارے ایم آئی نے کیا۔ یہ اُس کا favour کیا۔ اس کا ثبوت کیا ہے دن بدن بات بڑی عیاں ہوتی جا رہی ہے۔ ہمارے کمانڈران چیف گئے تھے جرمی، فرانس، وہاں اُس نے کہا کہ بھی ضیاء الحق نے اور مشرف نے بہت بُرا کیا غلطی کی کہ آپ لوگوں کے مفادات کی جگہ ہم سے لڑائی گئی افغانستان میں مداخلت کروائی گئی جو کہ گناہ کیا ہے۔ اُس نے نہیں کہا لیکن میں اُس کو گناہ کبیرہ سمجھتا ہوں۔ ہمارا کمانڈران چیف کہتا ہے۔ اور میں ایمان سے کہتا ہوں کہ وہ پالیسیاں ابھی تک change نہیں ہوئی ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب گئے ہیں کہتے ہیں ”کہ ہمیں آپ تجویز دو“ ہم کیا تجویز دیں۔ ہم تو پارلیمنٹیری یونیورسیٹی استدان، ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم terrorism کے خلاف ہیں۔ ہماری حکومت آپ کو تمام وسائل دے گی terrorism کو آپ روک لیں۔ آپ اس کی بخش گئی کریں، ہم ریٹائرڈ فوجی نہیں ہیں ہم RTR اداروں کے لوگ نہیں ہیں کہ آپ کو ٹکنیکل مشورہ دیں۔ Technically it is upto you to

decide. ہم تو آپ کے سپورٹ میں ہیں۔ اور across the board terrorism کے مقابل ہیں۔ اور ابھی لوگ پہلے نہیں کہتے تھے ابھی یہ جو ضایع الحنف کی باقیات ہیں یا مشرف کی باقیات ہیں یا حمید گل کی ہیں اسی پالیسی پر وہ ہیں۔ تو کوئی نہیں کہے گا یہ کہ بھی فوج تو وہی کر رہا ہے جو یہ لوگ کر رہے تھے۔ یہ پاکستان کے بھی مقابل، اور یہ پاکستان کو آباد کی، پاکستان کے دفاع کی بات ہے کہ بھی change کرو، terrorism والا راستہ۔

کرو ان terrorists نے بنایا تھا یہ جو میں نے نام دیئے اُن سے خارجہ پالیسی change کرو داغلہ پالیسی کو change کرو ورنہ وہ وقت خدا نہ کرے، خدا نہ کرے کہ وہ وقت آئے گا کہ آپ نے ہر صوبے میں بغاوت جیسی حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ چلو آپ نے نہیں پیدا کیئے، پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی طرف سے کوئی بھی بندہ

آئے اور یہ آپ کے terrorist اسی جو آپ کی پاکستان کی دفاع اور امریکین مفادات کی دفاع اور سعودی عرب کی دفاع کے لئے کیتے تھے یہ آپ کے نقصان میں ہو گا۔ ہمارے کمانڈر ان چیف نے بہت اچھا کیا کہ انہوں نے غلطی کی۔ انہوں نے بر بادی لائی افغانستان میں مداخلت۔ تو یہ عدم مداخلت کی پالیسی کو اپنا کیا جتنا جلد ہو سکے گا پاکستان کا فائدہ ہو گا۔ آج بھی میرے حلقوں میں چمن سے سید محمد نامی بندے کا بیٹا پندرہ دنوں سے اداروں نے اُڑھا کے لایا ہے اُس کا پتہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی ہوا تھا اُس سے پہلے بھی ہوا تھا۔ یہ روشن کو بند کیا جائے۔ رہ گیا شیعہ، سُنی کی بات۔ حضرت کی توجہ چاہیے۔ پشتو نواہ ملی عوامی پارٹی وہ واحد جماعت ہے جس نے سب سے پہلے کوئی شہر میں اس شیعہ دشمنی، سُنی دشمنی اور اس کے خلاف جلوس نکالے۔ ابھی ہم across the board terrorism کے خلاف ہیں جس بھی نام پر ہوں۔ لیکن یہ ”کہ اُس پر چُپ رہو یہ مت بتاؤ کہ کون کر رہا ہے یہ مت بولو کہ کس نے کیا ہے“ تو یہ پاکستان کو ہم کہاں لے جائیں گے پاکستان کا دفاع بلوچستان کی آبادی پشتون سندھی کی آبادی، اُس کی آبادی میں ہے۔

میڈم چیئرپرنسن: ڈاکٹر صاحب conclude کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: I will beg you

میڈم چیئرپرنسن: جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: کب تک ہم اس میں جتنی غربت میں یہ پشتون، بلوچ جاسکتے ہیں، اس سے زیادہ ہم نہیں جاسکتے ہیں۔ وہ 80% are below the poverty life. زمینداری کے لئے زمینداری نہیں ہے قحط سالی کی وجہ سے خشک سالی کی وجہ سے اور اور پر سے ہمیں یہ گلہ ہے وزیر داخلہ سے اور ہمارے دفاعی اُس سے کہ بھی بھی اتنا، میں ایک کہانی سناؤں گا آپ کو کہ روم میں میرا بٹوہ کسی بچے نے، بچے تھے روم میں،

پندرہ سالہ تو میرا ایک ساتھی ادھر گیا اسے پکڑنے کے لئے تو مجھے کسی سول بندے نے کہا کہ کیا ہوا؟ تو میں نے کہا کہ وہ میرا پرس۔ تو اُس نے ان بچوں کو دو تین ٹھٹھے مارے۔ تو ہم نے کہا کہ کیوں مار رہے ہو؟ اُس نے کہا کہ یہ میری ذمہ داری ہے میں سکیورٹی والا ہوں تو وہ اُس نے بُوہ ان سے لیکر کے مجھے دے دیا۔ تو کیا پاکستان کے ادارے اتنے incompetent ہیں کہ یہ streets نہیں ہو سکتے ہیں۔ پستول ہاتھ میں ہو جیب میں ہو فالاں چیز ہو، فلاں چیز ہو، کہ بھتی جب کسی پر بھی فائرنگ ہو، کبھی تو یہ by-chance آجائے ٹھک ٹھک کہ بھتی ہمارے خفیہ اداروں کا دھنڈہ سادے ہیں۔ ہزاروں تک ہمارے یہ بیخ گئے۔ یہ شکوک و شبہات کو جنم دیں گے۔ مسلمانوں کا وہ بن رہا ہے ہم اُن کی لیدر شپ کر رہے ہیں۔ بھتی اسرائیل اور امریکہ اور سعودی عرب، یہ ایک پیچ پر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ضیاء الحق کو کوب کا نشان دیا گیا فلسطینیوں کے قتل عام کے لئے پاکستان بھی اس triangle کا حصہ تھا۔ ابھی وہ accommodate نہیں ہو رہا ہے شکر ہے خدا کافضل ہے کہ پاکستان اسرائیل اور امریکہ اور سعودی کے منہ سے نکل آیا ہے یہ اُس وقت نکل آیا جب سعودی عرب نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمارے پاس جو پاکستانی فوجی بیٹھے ہیں ہم عراق کے خلاف استعمال کریں گے۔ جو نجبو صاحب نے انکار کیا کہ یہ نہیں ہونے دیں گے۔ اُس دن سے ہماری forces مل ایسٹ سے واپس آگئی۔ تو یہ پالیسی جاری ہونی چاہیے۔ یہ خارجہ پالیسی change ہونی چاہیے۔ داخلہ پالیسیاں windup کریں پلیز۔ ٹائم بہت ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میں ایک اور بات کروں گا。excuse me。 اُنڈیا نے ادھر قدم جمائے ہیں۔

آنڈیا نے، انڈیا کے ساتھ افغانستان کے تعلقات بھی خراب نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی تم ڈکٹیشن دے رہے ہو کہ ہندوستان ادھر ہے وہ تم کو ڈکٹیٹ کر رہا ہے فلاں۔ بھتی تم کر کیا رہے ہو۔ جو تم کر رہے ہو وہی اُس کے بد لے میں آپ کے ساتھ ہو رہا ہے۔ 1965ء میں جب پاکستان پر حملہ ہوا بارہ بجے پھر باری شاہ، ہمارا موسیٰ خیل کا اعلیٰ حضرت محمد ظاہر شاہ کو جگایا کہ بھتی ہندوستان نے حملہ کیا۔ اُس نے کہا بھتی بارہ بجے کیا جرات ہے جاؤ بھتی۔ کل وہ شاہی فرمان نکلا کہ بھتی اپنی پولیس، لیوینز سب لے جاؤ اپنا دفاع کرو، ہم مداخلت نہیں کریں گے اختلاف بات چیت سے ہو گی۔ بنگلہ دیش پر ہوا، پھر افغانستان نے وہی کیا کہ بھتی اپنا دفاع کرو، ہم پیچھے سے وار کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم اپنے

اختلافات بات چیت سے حل کریں گے۔ آج بھی افغانستان یہی کہہ رہا ہے۔ کہ ہمارے ساتھ بات چیت سے وہ کریں گے۔ یہ کہ پاکستان مداخلت کرے گا۔ کہ یہ مداخلت جب تک بند نہیں ہوتا ہے وہ ٹینکیل مشورہ دے رہا ہوں خارجہ پالیسی change نہیں ہوتی ہے یہ ضیاء الحق اور مشرف کے باقیات۔ ساری دنیا اُس کو دیکھ رہی تھی کہ افغانستان پر بمباری ہو رہی تھی۔

میدم چیئرپرنس: thank you so much ڈاکٹر صاحب بہت بہت شکریہ۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: یہ قسم کی terrorism کو پشتو نو اعلیٰ عوامی پارٹی اس کی خلاف ہے۔

میدم چیئرپرنس: بہت بہت شکریہ۔ زمرک خان اچکزئی صاحب! اس کے بعد پھر آپ کو موقع دوں گی۔

محترمہ عارفہ صدیق: کورم پورا نہیں ہے۔

انجیئر زمرک خان اچکزئی: اس پر بات کرتے ہیں۔

میدم چیئرپرنس: بس یہ بہت اہم موضوع ہے۔ میرے خیال میں اس پر سرفراز بگٹھی صاحب! ابھی کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے ابھی آپ، جی bells بجاد تھے کورم کے لئے۔

(اس مرحلہ میں کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

میدم چیئرپرنس: نہیں ہو گا سرفراز صاحب، پھر پندرہ منٹ کے وقفہ پر جائیں گے۔

میدم چیئرپرنس: چونکہ معزز رکن اسمبلی محترمہ عارفہ صدیق نے عدم کورم کی نشاندہی کی ہے اور کچھ وقت کے لئے کورم پورا کرنے کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں تاہم اس کے بعد بھی کورم تشکیل نہیں پایا۔ لہذا اب میں گورنر بلوچستان کا آرڈر پڑھ کرستاتی ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(B) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Muhammad Khan Achakzai, Governor of Balochistan hereby order that on conclusion of the business the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Monday the 30th April 2018 instead of 24th April 2018.

اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 08 بجھر 15 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)